موضوع

قرآت خلف الامام

غیر مقلد مناظر

پیر بدیع الدین راشدی

مناظر اہلسنت والجماعت

حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی

النعمان سوشل میڈیا سروسز

دفاع احناف لائبریری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
غیر مقلد مناظر
پیر بدیع الدین راشدی
مناظر اہل سنت والجماعت
حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑویؒ

مسئلہ قرأت خلف الامام

... بدیع الدین راشدی۔

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم. اما بعد. فاعوذ بالله من الشیطن الرجیم. بسم الله الرحمٰن الرحیم.

اس وقت مسئلہ یہ ہے کہ امام کے پیچھے مقتدی کو الحمد للہ پڑھنی چاہئے اسکے لئے دلائل ... سامنے پیش کئے جائیں گے۔ سب سے پہلے صحیح بخاری جلد اول صفحہ ۱۰۴ عبادہ بن ... فرماتے ہیں کہ۔

ان رسول الله قال لا صلوٰة لمن لم یقرأ بفاتحة الکتاب.

یعنی رسول اقدس ﷺ نے فرمایا نہیں ہے کوئی نماز لـــمـــن اس شخص کے لئے جس نے ... الکتاب نہ پڑھی۔ اکیلے کی ہو، امام کی ہو یا مقتدی کی ہو۔ جس کو نماز کہا جاتا ہے آپ کے ... کے مطابق وہ نماز نہیں ہے۔ جب وہ نماز نہیں ہے تو وہ چیز واجب ہوئی۔ یہ مسلم شریف میں ... حدیث ہے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے صفحہ ۱۷۴ میں۔

قال لمن صلی صلوٰة ولم یقرأ فیها بام القرآن فهی خداج غیر تمام.

ابو ہریرہ ؓ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ کوئی بھی شخص امام ہو، مقتدی ہو، ہو اس نے نماز پڑھی اور سورۃ فاتحہ نہ پڑھی فھی خداج. فرمایا اس کی نماز نہیں ہوئی۔ لما چیز سے پوری ہوتی ہے وہی نماز کے فرائض اور ارکان ہیں۔ جو چیز اس میں سے نکل جاتی پوری نہیں ہوتی۔ پوری نہ ہونے کا معنی ہے کہ انکار کن نکل گیا۔ لہذا یہ دونوں دلالت کرتی ہیں سورۃ فاتحہ پڑھنی فرض ہے۔ اب اس کے بعد تیسری حدیث آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں میرے ہاتھ میں مسلم شریف ہے صفحہ نمبر ۱۱۱۔ اس روایت میں آپ ؓ نے فرمایا کہ رسول اقدس ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی جس میں قرآت جہری کی جاتی ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں جہر کروں تو میرے پیچھے نہ پڑھو مگر فاتحہ۔ آپ نے فرمایا۔

فانه لاصلوٰة لمن لم يقرأ بفاتحة الكتاب

اس شخص کی نماز نہیں ہے جو بغیر فاتحہ پڑھے۔ جس شخص نے فاتحہ نہیں پڑھی اس کی نماز نہیں ہوئی۔ یہ تیسری روایت تھی۔ اب چوتھی روایت پیش کرتا ہوں یہ روایت امام بیہقیؒ نے کی جو بہت بڑے محدث گذرے ہیں۔ انہوں نے اس مسئلہ پر مستقل کتاب لکھی ہے کہ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہے۔ انہوں نے صفحہ ۴۵ میں یہ حدیث نقل کی ہے یہ الفاظ ہیں۔

عن عبادة بن الصامت قال قال رسول الله ﷺ لا صلوٰة لمن لم يقرأ بفاتحة الكتاب خلف الامام وقال اسناده صحيح.

امام بیہقیؒ فرماتے ہیں۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ نہیں ہے نماز اس شخص کی جس نے فاتحہ نہیں پڑھی اس میں امام کے پیچھے کا لفظ ہے، فاتحہ کا لفظ ہے۔ جس نے امام کے پیچھے فاتحہ نہیں پڑھی اس کی نماز نہیں ہے۔ یہ اب صحیح الفاظ آپ کے سامنے آ گئے۔ فاتحہ کا لفظ بھی ہے، امام کے پیچھے ہونے کا لفظ بھی ہے۔ اب مولانا کا فرض ہے کہ ان کے مقابلے میں کوئی ایسی دلیل پیش کریں جس میں فاتحہ سے منع ہو۔ مطلق الصلوٰة کا مسئلہ نہیں چلے گا۔ اگر مطلق روایت کی مطلق حدیث

جس میں قرأت کا لفظ ہے۔ وہ یہاں کام نہیں دے گا۔ کیونکہ وہ فقہاء کا مسلمہ اصول ہے اس پر قائم ہیں کہ عام اور خاص جب آپس میں آئیں تو اس صورت میں خاص مقدم ہوگی۔ لہذا یہ کوئی تعارض نہیں۔

مولانا جانتے ہیں کہ تعارض کے لئے آٹھ چیزوں کی وحدت شرط ہے یعنی دونوں فعلی ایک ہی چیز ہو، یہاں فاتحہ سے منع کا حکم ہو، وہاں فاتحہ کا حکم ہو۔ یہ دو باتیں ہوگئیں آپس میں۔ پھر دیکھا جائے کہ کیا صحیح ہے اور کیا غیر صحیح، کون راجح ہے اور کون مرجوح، کون ناسخ اور کون منسوخ، یہاں پہلے سامنے آپ آئیں ہمارے دوست بزرگ آئیں اس مسئلہ میں۔ آپ ایک روایت پیش کردیں جس میں یہ الفاظ ہوں کہ فاتحہ نہ پڑھو۔ تب مقابلہ بنے گا اب اس کی قوت ہی نہیں۔ آپ کہیں گے کہ قرأت نہ کرو خاموش رہو۔ قرأت نہ کرو یہ عام ہے جس میں فاتحہ وغیرہ سب آجاتے ہیں لیکن یہاں فاتحہ کا لفظ آیا وہ خاص ہو جائے گا بات واضح ہوگئی ہے مولانا کو چاہئے کہ کوئی ایک دلیل پیش کردیں حدیث سے، قرآن سے، کوئی ایک روایت پیش کر دیں جس میں آپ ﷺ نے امام کے پیچھے فاتحہ پڑھنا منع فرمایا ہو یا اس کو ناپسند فرمایا ہو آپ پیش کریں میں بھی ثابت کروں گا۔

اصول یہ ہے جہاں عام اور خاص ہوتا ہے وہاں خاص عام سے مقدم ہوتا ہے۔ جتنی بھی باتیں آپ پڑھیں کوئی بھی کام نہیں آئے گی۔ لہذا تین چار حدیثوں پر میں اکتفا کرتا ہوں ابھی ابھی آپ کے سامنے آئیں گی مسلمان کو چاہئے کہ اللہ اور رسول ﷺ کے حکم کو قبول کرلے۔ یہ اللہ کے نبی ﷺ فرماتے ہیں۔

خلاصہ کلام۔

خلاصہ کلام آپ کے سامنے یہ آیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ فاتحہ کے بغیر کوئی نماز نہیں ہے خواہ امام کے پیچھے نماز ہے یا کوئی اور چیز ہے میرا مطالبہ ہے کہ آپ ایک روایت پیش کر دیں جہاں فاتحہ منع ہو قرأت کا مسئلہ میں نے پیش نہیں کیا۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

الحمد للہ وکفیٰ والصلوٰۃ والسلام علیٰ عبادہ الذین

اصطفیٰ. اما بعد. . فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم. بسم اللہ

الرحمٰن الرحیم.

حضرت نے آپ لوگوں کے سامنے یہ دعویٰ رکھا ہے۔ کہ سورۃ فاتحہ مقتدی کے لئے اما
کے پیچھے پڑھنا فرض ہے۔ فرض ثابت کرنے کے لئے اللہ کی کتاب ہے اور اللہ تعالیٰ کسی کا
کو فرض فرماتے ہیں۔ نماز میں رکوع فرض ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا وارکعوا رکوع کرو۔ نما
میں سجدہ فرض ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا واسجد وا سجدہ کرو۔ نماز میں قیام فرض ہے قرآن میں
ہے قوموا.

اس طرح بہتر تو یہ تھا کہ حضرت صاحب یہ فرض بھی قرآن سے ثابت کرتے۔ یہ ا
عجیب فرض ہے کہ اللہ تعالیٰ نے باقی فرائض تو قرآن میں بیان فرمائے ہیں لیکن اس فرض کو بیان
کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کو قرآن پاک میں جگہ نہیں ملی۔ اور آپ نے قرآن پاک کا نام نہیں
لیا۔

دوسری بار آپ نے بخاری شریف اٹھائی ہے۔ اس سے آپ نے ایک حدیث پڑھی
ہے۔ کہ جو شخص فاتحہ نہیں پڑھتا اس کی نماز نہیں ہوتی۔ اس کے بعد آپ نے اپنی طرف سے تشریح
کی ہے۔ کہ اس میں مقتدی بھی شامل ہے، اس میں امام بھی شامل ہے، اس میں اکیلا بھی شامل
ہے۔ حدیث میں یہ الفاظ اللہ کے نبی ﷺ کے نہیں ہیں۔ مقتدی کا لفظ اس حدیث میں نہیں ہے۔

یہی حدیث ابوداؤد شریف میں ہے۔ صحیح مسلم میں ہے۔ وہاں یہ ہے وزاد فصاعدا
(۱) جو سورت فاتحہ اور اس سے زیادہ قرآن نہ پڑھے اس کی نماز نہیں ہوتی۔ حضرت نے یہ لفظ نہیں

(۱)۔ یہی حدیث حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ سے ابوداؤد ص ۱۱۹ ج ۱، نسائی ص ۱۴۵ ج ۱، مصنف

اس کے بعد ابوداؤد شریف میں ہی ہے کہ جو شخص سورۃ اور اس سے زیادہ نہ پڑھے اس کی
... نماز نہیں ہوتی۔ لکھا ہے یہی بخاری کا راوی سفیان بن عیینہ محدث جو ہے یہ کہتا ہے، یہ حدیث اس
... کے متعلق ہے جو اکیلا نماز پڑھ رہا ہو۔ (۱)

ترمذی شریف میں بھی یہی حدیث موجود ہے۔ امام احمد بن حنبلؒ اس حدیث کے ساتھ
... اس۔ واذا کان وحده یہ اس آدمی کے لئے حدیث ہے جو اکیلا نماز پڑھے۔ اور پھر امام
... اس بحث کو ختم کرتے ہیں اس بات پر کہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ
... من صلی صلوۃ اس نے فاتحہ نہیں پڑھی اس کی نماز نہیں ہوتی۔ اگر امام کے پیچھے ہو تو
... ۔ (۲) امام ترمذیؒ نے اللہ کے نبی ﷺ کی حدیث کا معنی نبی ﷺ کے صحابی سے بیان کیا

... ق ص ۱۶۹ ج ۱ پر اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے کامل ابن عدی ص ۳۲ ج ۴، حضرت
... اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے نصب الرایہ ص ۳۶۵ ج ۱، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مستدرک حاکم ص
... ج ۱ پر ہے۔ اور فصاعداً کے ساتھ ہے۔

(۱). قال سفیان لمن یصلی وحده. (ابو داؤد ص ۱۱۹)

(۲). اخبرنا ابو سعد احمد بن محمد المالینی انا ابو احمد عبداللہ بن عدی الحافظ نا جعفر بن احمد الحجاج و جماعة قالوا نا بحر بن نصر نا یحییٰ بن سلام نا مالک بن انس نا وهب بن کیسان قال سمعت جابر بن عبداللہ یقول سمعت رسول اللہ ﷺ یقول من صلی صلوۃ لم یقرأ فیها بفاتحة الکتاب فلم یصل الا وراء الامام. (کتاب القرأت ص ۱۳۶)

لیکن حضرت نے اللہ کے نبی ﷺ کی حدیث آدھی پڑھی ہے آدھی چھوڑ دی فصاعداً کا لفظ چھوڑا ہے۔ اور چھوڑنے کے بعد خواہ مخواہ مقتدی پر چسپاں کر دیا ہے۔ ور: میں اس اگلی حدیث میں ہے کہ حضور ﷺ نے ایک شخص کو تین مرتبہ نماز دہرانے کا حکم دیا نماز کا طریقہ خود بتایا تو فرمایا۔

ثم اقرأ بها ما تيسر معك من القرآن. (۱)

روایت میں فاتحہ کا ذکر نہیں ہے۔ حضور ﷺ نماز سکھا رہے ہیں فاتحہ کو فرض بھی کہہ رہے اس صحیح بخاری کی اگلی روایت میں ہے۔ اس لئے یہ روایت جو ہے اس مسئلہ میں لیر ہے۔ اس کا اس سے کوئی تعلق نہیں۔

---

(۱). حدثنا مسدد قال ثنا يحيىٰ بن سعيد عن عبيدالله قال حدثني سعيد المقبرى عن ابيه عن ابى هريره ان النبى ﷺ دخل المسجد فدخل رجل فصلى ثم جاء فسلم على النبى ﷺ فرد عليه النبى ﷺ فقال ارجع فصل فانك لم تصل فصلى ثم جاء فسلم على النبى ﷺ فقال ارجع فصل فانك لم تصل فصلىٰ ثم جاء فسلم على النبى ﷺ فقال ارجع فصل فانك لم تصل ثلثاً فقال والذى بعثك بالحق ما احسن غيره فعلمنى فقال اذا قمت الى الصلوة فكبر ثم اقرأ ما تيسر معك من القرآن ثم اركع حتىٰ تطمئن راكعاً ثم ارفع حتى تعتدل قائما ثم اسجد حتى تطمئن ساجدا ثم ارفع حتى تطمئن جالسا ثم اسجد حتى تطمئن ساجدا ثم افعل ذالك فى صلاتك كلها. (بخارى ص ۱۰۹ ج ۱)

صحیح مسلم سے جو روایت پڑھی ہے اس میں بھی یہی ہے، کہ جس شخص نے نماز پڑھی اس
[illegible] ناقص ہوتی ہے۔ اس میں مقتدی کی نماز کا بالکل ذکر نہیں۔ اس میں صرف یہ واضح ہے اس
[illegible] ی کا ذکر نہیں۔

اس کے بعد آپ نے ایک روایت پڑھی ہے نسائی سے، کہاں ہے نسائی، کھولیں ذرا
[illegible] آپ نے صحیح مسلم سے وہ حدیث پڑھی نبی ﷺ کی جس میں مقتدی کا لفظ نہیں ہے۔

اسی صحیح مسلم میں صفحہ نمبر ۱۷۴ پر صحیح حدیث موجود ہے اللہ کے نبی ﷺ صاف مقتدی کو
[illegible] کر کے کہتے ہیں۔ کہ جب تمہارا امام اللہ اکبر کہے تو تم اللہ اکبر کہو۔ جب تمہارا امام قرأت
[illegible] تم خاموش ہو جاؤ۔ اور یہ پوری روایت اس میں موجود ہے۔

صحیح ابی عوانہ میں بھی یہ روایت موجود ہے۔ اس میں الفاظ یہ ہیں کہ جب قرأت کرو تو
[illegible] ش ہو جاؤ۔ اور جب امام غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ کہے تو تم اس وقت
آمین کہو۔ یہ روایت ابوعوانہ میں ہے اس متن کے ساتھ امام مسلمؒ نے نقل کر کے لکھا ہے۔ انـمـا
وضعت ھا ھنا ما اجمعوا علیه(۱) میں نے جو حدیث یہ لکھی ہے اس کے صحیح ہونے پر محدثین
[illegible] اتفاق ہے۔

اب میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ
[illegible] سورۃ میں آتا ہے۔ سورۃ فاتحہ میں آتا ہے۔ تو حضور ﷺ نے یہ آیت پڑھ کر مقرر کر دی سورۃ
فاتحہ، کہ جب امام سورۃ فاتحہ پڑھے تو مقتدی خاموش رہیں۔ اور اس میں آمین کا ذکر آیا ہے۔
آمین سے پہلے امام کون سی سورۃ پڑھتا ہے۔ سورۃ فاتحہ پڑھتا ہے۔

(۱). قال مسلم ھو عندی صحیح فقال لم لم تصنع ھا ھنا قال
لیس کل شئی عندی صحیح وضعته ھا ھنا انما وضعت ھاھنا ما
اجمعوا علیه (مسلم ص ۱۷۴ ج ۱)

کوئی شخص فتویٰ دے سکتا ہے میری بیوی موجود ہے میں اپنی سالی سے جاہوں تو ا
سکتا ہوں۔ لوگوں نے کہا قرآن میں تو صاف ہے دو بہنوں کو جمع نہ کرو۔ ایک صاحب آ
لگے میں دیتا ہوں قرآن سے فتویٰ۔ وہ کہتا ہے۔ فَانكِحُوا مَا طَابَ لَكُم مِّن ال
قرآن میں آتا ہے جو عورت تمہیں اچھی لگے اس سے نکاح کرلو۔ کیونکہ آپ کو سالی اچھی لگی
اس لئے آپ نکاح کرلیں۔ ساری دنیا جانتی ہے کہ اس کا یہ طریقہ غلط تھا۔ جس میں سالی ا
ہے وہ قرآن کی آیت اس نے چھوڑ دی۔ جس میں نہیں ہے وہ لفظ پڑھ کہ اس نے عام مرا
لیا۔

اب دیکھیں کوئی آیت۔ فَانكِحُوا مَا طَابَ لَكُم مِّنَ النِّسَآءِ کا ترجمہ کر
نکاح کرو جس عورت سے چاہو۔ ماں سے، بیٹی سے، بہن سے، خالہ سے، تو کوئی مسلمان اس
آیت کا ترجمہ نہیں سمجھے گا۔ حضرت نے یہ کہا ہے کہ جہاں مقتدی کا ذکر نہیں ہے اس کو پڑھا
اور جس میں مقتدی کا ذکر ہے وہ نہیں پڑھا۔

یہی حال صحیح نسائی میں ہوا۔ سنن نسائی میں آپ نے یہ جو حدیث پڑھی ہے اس کا راوی
جو ہے نافع بن محمود بن ربیعہ مجہول ہے [1] اور پہلے آپ حضرت سے یہ سنتے رہے ہیں کہ مجہول کی
روایت مقبول نہیں ہوتی۔ پھر اس کے بعد روایت میں صرف اتنا موجود ہے کہ رسول ﷺ نے بعض
نمازیں پڑھیں جن میں آپ نے اونچی قرآن پڑھا۔

یہ یاد رکھیں آپ دن رات میں امام کے پیچھے ۱۷ رکعتیں پڑھتے ہیں ان میں امام صرف
چھ رکعتوں میں اونچی آواز سے پڑھتا ہے۔ دو فجر کی، دو مغرب کی اور عشاء کی دو رکعتوں میں۔ تو
اس حدیث میں چھ رکعتوں کا مسئلہ ہے۔ باقی گیارہ کا اس میں بھی نہیں ہے۔ اور اس میں سند بھی

(۱) قال ابن عبدالبر نافع مجهول. (تهذيب التهذيب
ص ۴۱۰ ج ۱۰)

۔۹۔ اس میں صرف یہ ہے کہ حضورﷺ نے فرمایا۔

لا يقرأن احد منكم اذا جهرت بالقرأت الا بام القرآن.

یہ صرف استثناء پر ختم ہوا ہے۔ اور اس سے فرضیت ثابت نہیں ہوتی۔ میں قرآن سے

ایل کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

لَا تُوَاعِدُوهُنَّ سِرًّا إِلَّآ أَن تَقُولُوا قَوْلًا مَّعْرُوفًا

(۲:۲۳۴)

جو عورت عدت میں ہو اس سے آپ جا کر نہ کہا کریں کہ مجھ سے نکاح کرنا۔ اگر کوئی پہلے

ہل بات کہنا چاہے تو اسے اجازت ہے یا فرض ہے؟ کہ جو عورت آپ کے محلہ میں عدت گذار

ہی ہے۔ کوئی شخص نہیں سمجھے گا کہ محلے سے ہر آدمی پر فرض ہو گیا ہے کہ اسے جا کر ضرور اشارةً کہے

ا رعدت کے بعد میرا بھی خیال کرنا۔ یہ فرض نہیں ہے۔ تو اس میں صرف جملہ استثنائیہ ہے۔

اس کے بعد اس کو آپ نے ترمذی سے بیان کیا ہے۔ اس میں مکحول راوی مدلس ہے۔

اور اس کی تحدیث مذکور نہیں۔ اور مکحول وہ راوی ہے اس کا شاگرد محمد بن اسحاق ہے جو مدینہ کا

ہنے والا تھا امام مالکؒ فرماتے ہیں۔ **كان دجال من دجاجلة** کہ بڑے فریبوں میں سے ایک

---

(۱). قال ابن سعد ضعفه جماعة قلت هو صاحب تدليس وقدرمي بالقدر فالله اعلم يروى بالارسال عن ابى وعبادة بن الصامت و عائشة وابى هريرة.

(میزان الاعتدال ص ۱۷۷ ج ۴)

ابن سعد فرماتے ہیں کہ اس کو ایک جماعت نے ضعیف قرار دیا ہے۔ میں (ذہبی) کہتا ہوں کہ وہ مدلس تھا اور اس پر قدری ہونے کا بھی الزام تھا۔ ابی۔ عبادہ بن الصامت عائشہ وابوھریرہ (رضی اللہ عنھم اجمعین) سے واسطہ چھوڑ کر روایت کرتا تھا۔

فریبی تھا۔

علامہ یحیٰ بن قطان فرماتے ہیں اشهد ان محمد بن اسحٰق کذاب میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ محمد بن اسحٰق جھوٹا تھا۔ علامہ ابن مبارک فرماتے ہیں وہ سچے آدمیوں کے نام جھوٹی روایتیں لگایا کرتا تھا وہ کون تھا جو تقدیر کا منکر تھا [1]۔

پیر بدیع الدین راشدی۔

الحمد لله و كفٰى والصلوٰة والسلام علٰى عباده الذين اصطفٰى. اما بعد . . فاعوذ بالله من الشيطٰن الرجيم. بسم الله الرحمٰن الرحيم.

مولانا نے قرآن کی آیت تلاوت کی۔

وَإِذَا قُرِئَ ٱلْقُرْءَانُ فَٱسْتَمِعُوا۟ لَهُۥ وَأَنصِتُوا۟ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ﴿٢٠٤﴾

یہ آیت ہے اس میں امام کا نام ہے؟۔ سورۃ فاتحہ کا نام ہے؟۔ نہیں ہے۔ یہ میرا مطالبہ ہے جو اپنی جگہ قائم ہے میں نے ذکر کیا میں نے جو روایتیں پیش کیں ہیں ان میں فاتحہ کا لفظ ہے؟۔

ایسی حدیث پیش کرو جس میں فاتحہ کا لفظ موجود ہو تا کہ مقابلہ بنے۔ ابھی مقابلہ کی صورت ہی نہیں تھی اس آیت کے متعلق آپ کے علماء کا یہ فیصلہ ہے وہ سن لیجئے۔ یہاں ایک قانون بیان کرتا ہے نور الانوار میرے ہاتھ میں ہے۔ کہتا ہے کہ جب دلائل میں تعارض ہو جائے تو وہ ساقط ہو جاتے ہیں۔ جہاں دو آیتیں متعارض ہو جائیں گی تو وہاں ان کے لئے ان کو چھوڑ کر حدیث کو دیکھنا پڑے گا۔

(۱)۔ میزان ص ۳۶۹ ج ۳۔ تہذیب جلد ۹

لان الآیتین اذا تعارضا تساقطا.

دو آیتیں جب آپس میں متعارض ہو گئیں تو وہ گر گئیں۔ نہ وہ ہے نہ وہ ہے۔ دونوں ختم۔
اب اس کے بعد دونوں کو چھوڑ کر دوسرے نمبر پر حدیث کو ماننا پڑے گا۔

اگر تیسری آیت کی طرف جانے کی اجازت نہیں ہے۔ کیونکہ اس میں بحث چھڑ جائے گی
ترجیح کی۔ مسئلہ چلے گا اس لئے جائز نہیں۔ لہذا جب دو آیتوں میں تعارض ہو جائے۔ اس کی مثال
کیا ہے قولہ تعالیٰ۔

فاقرؤا ماتیسر من القرآن وقولہ تعالٰی واذا قرئ القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا.

جو مولانا نے پڑھی ہے یہ دونوں آیتیں آپس میں متعارض ہیں۔

فان الاول بعمومہ یوجب القرأت علی المقتدی.

پہلی آیت عموم کے لحاظ سے مقتدی پر قرأت فرض کرتی ہے۔ اور ثانی اس سے منع کرتی
ہے۔ جب یہ دونوں آیتیں نماز میں ہیں تساقطا دونوں گر گئیں۔ دونوں میں سے کسی کو نہیں لیا
جائے گا۔ یہ ہے آپ کا ضابطہ۔

یہی بات کل بھی میرے سامنے پڑھی اس کے اندر بھی یہی بات تھی۔ یہ آپ کا اصول
ہے اس لحاظ سے آپ اس آیت کو پیش ہی نہیں کر سکتے۔ اور ہمارے قاعدے کے لحاظ سے ہم نے
صاف کہا کہ ہم قرآن کو سر آنکھوں پر رکھتے ہیں۔ اور اس میں فاتحہ کا لفظ نہیں ہے۔ لہذا یہ آیت
حدیث کے معارض نہیں ہے۔ جہاں فاتحہ ہے وہ ظاہر ہے وہاں مسئلہ واضح ہے۔

قرآن نبی ﷺ پر نازل ہوا اور آپ سب جانتے ہیں آپ ﷺ نے فاتحہ کا حکم دیا۔ اس
کے بعد مولانا نے فرمایا کہ فرض وہ ہے جو قرآن سے ثابت ہو مولانا پھر آپ کی فقہ ختم ہو گئی۔ آپ
کے مسائل جو ہیں وہ قرآن میں نہیں ہیں۔ آپ آخری تشہد کو فرض کہتے ہیں۔ کیا وہ قرآن میں
ہے؟۔

نماز فرض ہے اگر تین رکعتیں پڑھیں تو فرض ادا ہوگا۔ نماز میں چار رکعتیں ہیں کیا یہ قرآن میں ہے؟۔ اگر نہیں تو تم اسے فرض کیوں کہتے ہو؟۔ پیغمبر ﷺ جس کے لئے کہیں کہ اس کے بغیر نماز نہیں ہے وہ فرض ہے۔ فصاعدا کا ترجمہ یہ کیا کہ آپ ﷺ نے جس شخص نے نماز پڑھی اور اس نے الحمد للہ اور کچھ اور نہیں پڑھا تو نماز نہیں ہوئی۔ تو معلوم ہوا کہ الحمد للہ مان گئے ہیں۔

لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

فصاعداً کا مسئلہ آپ پہلے مسئلہ کو ختم کریں۔ ہم فصاعدا کا مسئلہ بیان کریں گے کہ وہ کیا ہے؟۔ فاتحہ آپ مان چکے ہیں میں کہتا ہوں کہ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں۔ آپ کہتے ہیں کہ فاتحہ اور کچھ زائد کے بغیر نماز نہیں۔

اب رہا سفیان بن عیینہؒ کا قول اور احمد بن حنبلؒ کا قول کہ یہ حدیث اس کے لئے ہے جو اکیلا ہے۔ جو پہلے فیصلہ ہو چکا ہے کہ ہم حدیث نبوی کے علاوہ اور کسی کا قول پیش نہیں کریں گے۔

پھر کہتے ہیں کہ جابر کہتے ہیں الا وراء الامـــــام میں خود ان سے پوچھتا ہوں کہ اس حدیث کے پہلے جملے کو آپ مانتے ہیں؟ داگر نہیں مانتے تو اس کو آدمی کو کیوں پیش کیا۔ لفظ یہ ہے۔

من صلی صلوۃ لم یقرأ فیھا بام القرآن فلم یصل.

جس نے نماز پڑھی لیکن فاتحہ نہیں پڑھی تو گویا اس نے نماز پڑھی ہی نہیں۔

حالانکہ آپ کے نزدیک فرض نہیں ہے۔ فاتحہ کے بغیر بھی نماز ہو جائے گی اور پھر آپ کی ہدایہ میں لکھا ہوا ہے کہ پچھلی دو رکعتوں میں چاہے قرأت پڑھیں، چاہے تسبیح پڑھیں، سورۃ پڑھیں، چاہے چپ رہے۔ آدمی اکیلا نماز چار رکعت پڑھے اور پچھلی دو رکعتوں میں فاتحہ نہ پڑھے تو نماز ہوگی ہی نہیں۔ آپ کے نزدیک ہو جائے گی۔

جب اس کو آپ خود نہیں مانتے ہیں آدھا تیتر آدھا بٹیر نہ بنائیں۔ جس چیز پر آپ کو خود

اظہار نہیں اس کو آگے کیوں بیان کرتے ہیں۔ پھر کہا الا وراء الامام یہ روایت نہ مرفوع حقیقی ہے نہ حکمی ہے۔ اگر آپ حکمی بنائیں گے تو یہ مرفوع حقیقی کے خلاف ہوگی۔

ابن ھمام میرے سامنے رکھا ہے یہ فتح القدیر رکھا ہے اس میں کہا ہے کہ صحابی کا قول اس وقت معتبر ہے جب حدیث رسول ﷺ کے خلاف نہ ہو۔ آپ نے خود لکھا ہے اگر یہ صحابی ؓ کی بات لیتے ہو تو آپ کی مسلم میں روایت موجود ہے۔ اس روایت کے اندر جہاں خداج کی بات آئی تو ابو ہریرہ ؓ سے پوچھتا ہے ایک شخص احیانا نکون وراء الامام. کہتا ہے ہم کبھی کبھی امام کے پیچھے ہوتے ہیں فرمایا اپنے دل میں سورۃ فاتحہ پڑھ لیا کرو۔

کیا میں نے یہ اس لئے پیش نہیں کیا کہ یہ میرے ذہن میں نہیں تھی۔ آپ بہت دور چلے گئے۔ پھر حدیث پیش کی مسلم کے حوالہ سے حالانکہ مسلم نے اس کو مسند نقل نہیں کیا معلق نقل کیا ہے۔ جب امام پڑھے چپ ہو جاؤ۔ اب اس میں فاتحہ کا نام ہے میں پہلے مولانا سے عرض کر چکا ہوں۔

میرے محترم اگر مناظرہ کرنا ہے تو فاتحہ کی روایت لاؤ جب بات بنے گی۔ اس کے بغیر بات کی کوئی قوت ہی نہیں ہے۔ پھر کہتے ہیں کہ وہاں ہے کہ آپ نے کہا آمین کہو۔ اس کا بھلا کیا مطلب ہے تو اس کا معنی یہ ہوا کہ فاتحہ کے وقت میں چپ رہو۔ باقی میں چپ نہ رہو۔ آپ کے قول کے مطابق آپ نے استدلال کیا ہے کہ۔

واذا قال غیر المغضوب علیھم ولاالضالین. فقولوا آمین.

ے جب غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ کہے تو آمین کہو۔

تو مانا کہ یہ حکم فاتحہ کے وقت کے لئے خاص ہوا ہے اذا جو ہے وہ اپنے مظروف کو مقید کرتی ہے۔ تو ثابت ہوا کہ جب فاتحہ امام پڑھے تو اس وقت نہ پڑھو پھر پڑھ سکتے ہو۔

ہوا ہے مدعی کا فیصلہ اچھا میرے حق میں
زلیخا نے کیا خود دامن پاک ماہ کنعان کا

اذا قرا فانصتوا اس سے مراد آپ کہتے ہیں فاتحہ جب پڑھے فاتحہ تو نتیجہ یہ ہوا کہ فاتحہ کے بعد منع نہیں ہے۔ فاتحہ سے پہلے منع ہے۔ مولانا صاحب کہتے ہیں امام کے پیچھے جتنی دیر امام سورۃ فاتحہ پڑھتا ہے اتنی دیر نہ پڑھو بعد میں پڑھ لینا۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

الحمد للہ و کفٰی والصلوٰۃ والسلام علٰی عبادہ الذین اصطفٰی. اما بعد. . فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم. بسم اللہ الرحمٰن الرحیم.

حضرت نے پہلی ٹرن میں چار روایات پیش کی تھیں۔ بخاری اور مسلم کی روایت میں مقتدی کا ذکر نہیں تھا۔ میں نے یہ عرض کیا تھا کہ حضرت نے جس حدیث میں مقتدی کا لفظ نہیں وہ تو پڑھی اور جس میں حضور ﷺ نے مقتدی کو مخاطب کر کے فرمایا۔

واذا قرا فانصتوا۔

وہ حدیث آپ نے نہیں پڑھی۔ اس کے متعلق ایک بات تو حضرت نے یہ فرمائی کہ یہ مسلم میں سند کے ساتھ نہیں ہے۔ یہ ایک عجیب بات ہے کسی زمانے میں مولانا ثناء اللہ امرتسری نے یہ بات کہی تھی تو اس پر سید سلیمان ندوی کو حکم مانا گیا۔ انہوں نے فیصلہ میں لکھا تھا کہ مولانا ثناء اللہ صاحب غلطی پر ہیں یہ حدیث سند کے ساتھ موجود ہے۔ اور امرتسر کے مولانا ثناء اللہ کے خاص مرید مولوی روشن دین نے اعلان کیا تھا کہ یہ بات صحیح ہے۔

اور یہ دیکھئے مسلم میں اس کی باقاعدہ سند موجود ہے۔ اس کے بعد حضرت نے جو جواب دیا ہے وہ قابل غور ہے وہ یہ ہے کہ جب مان لیا کہ امام فاتحہ پڑھے اس وقت مقتدی نہ پڑھے تو بعد میں پڑھ لے۔ تو کیوں جب امام فاتحہ پڑھتا ہے تو یہ لوگ اس کے ساتھ پڑھتے ہیں یا بعد میں۔

اب دیکھیں نبی ﷺ کی حدیث کا انکار کرنے کے لئے کیسا عجیب طریقہ اختیار کیا گیا ہے۔ کہ یہ مان لیا گیا کہ اسی سورۃ کے متعلق ہے جس میں غیر المغضوب علیھم

ولا الضالین آیا ہے۔ یہ اس سورۃ کے متعلق حضورﷺ نے خاموش رہنے کا حکم دیا ہے۔ تو جو سورۃ آمین سے پہلے پڑھتا ہے وہ فاتحہ ہے۔ اور یہ حدیث صحیح مسلم میں ہے۔ امام مسلمؒ اس کی صحت پر اجماع نقل کررہے ہیں۔

اور حضرت نے مجھ سے یہ پوچھا ہے کہ میں نے جو بات کی تھی کہ حضرت عبادہؓ کی دو حدیثیں پڑھی تھیں ایک حدیث پڑھی تھی آدھی اور اس میں مقتدی کا نام نہیں تھا۔ یہ تھا جو فاتحہ اور کچھ زیادہ نہ پڑھے اس کی نماز نہیں ہوتی۔

ایک آپ نے پڑھی محمد بن اسحٰق والی حدیث جس پر میں نے جرح کی ہے۔ کہ وہ ایک مجہول کذاب راوی ہے، مسلک اس کا شیعہ تھا، تقدیر کا منکر تھا۔ اور حنفیہ نے کسی فرض میں اس پر استدلال نہیں کیا۔ اس حدیث کے لفظ آپ نے یہ پڑھے تھے کہ فاتحہ کے سوا کچھ نہ پڑھیں اب یہ دونوں حدیثیں جو انہوں نے پڑھیں آپس میں ٹکرا گئیں۔ ایک میں تھا فاتحہ اور کچھ اور بھی پڑھے دوسری میں یہ ہے کہ فاتحہ کے علاوہ اور نہ پڑھے۔

حضرت نے یہ دونوں حدیثوں سے استدلال کرنے کے لئے طریقہ یہ اختیار کیا کہ پہلی حدیث آدھی پڑھی پوری نہیں پڑھی۔ تاکہ میری دونوں دلیلیں آپس میں ٹکرا نہ جائیں۔ لیکن میں نے تو صاف بات بتائی تھی کہ حضرت نے یہ کام کیا ہے۔ میں نے نسائی کے متعلق یہ عرض کیا تھا کہ وہاں بھی حضرت نے وہی کیا ہے کہ پہلی روایت پڑھی ہے کہ جس میں نافع مجہول ہے۔ اس کے بعد آگے آیت ہے۔

وإذا قُرِئَ الْقُرْءَانُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ﴿۲۰۴﴾

حضرت کا یہ فرض تھا کہ ایک صفحہ سے ایک حدیث پڑھی تھی تو اس سے اگلی بھی پڑھ دیتے۔ فرمایا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں۔

قال قال رسول اللهﷺ.

اللہ کے نبیﷺ نے یہ فرمایا۔

اذا کبر الامام فکبروا۔ جب امام اللہ اکبر کہے تو تم اللہ اکبر کہو۔

واذا قرأ فانصتوا۔

اور جب امام قرات پڑھے تو تم خاموش رہو۔ میں اس حدیث کے آگے لفظ۔

اذقال الامام غیر المغضوب علیهم ولا الضالین. (۱)

تو بات صاف ثابت ہوگئی امام نسائی نے یہ بات بالکل واضح کر دی حضرت فرمارہے تھے۔ وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْءَانُ میں نماز کا ذکر نہیں۔ ٹھیک ہے اس میں قــــــری کا فاعل معلوم نہیں کون ہے فَاسْتَمِعُوا لَهُ. وَأَنصِتُوا کے مخاطب قرآن نے متعین نہیں کئے اللہ کے نبی ﷺ فرمارہے ہیں۔ واذا قری کا فاعل امام وَأَنصِتُوا کے مخاطب مقتدی ہیں۔

قرآن کی آیت کا ترجمہ یہ ہے۔ وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْءَانُ جب امام قرآن پڑھے۔ فَاسْتَمِعُوا لَهُ. وَأَنصِتُوا اے مقتدیو تم خاموش رہو۔ اے اللہ کے نبی ﷺ قرآن کی کس

(۱). حدثنا ابو بکر بن ابی شیبه ثنا ابو خالد الاحمر عن ابی عجلان عن زید بن اسلم عن ابی صالح عن ابی هریرہ قال قال رسول اللہ ﷺ انما جعل الامام لیؤتم به فاذا کبر فکبروا واذا قرا فانصتوا واذا قال غیر المغضوب علیهم ولا الضالین فقولوا آمین. واذا رکع فارکعوا واذا قال سمع اللہ لمن حمده فقولوا اللهم ربنا لک الحمد واذا سجد فاسجدوا واذا صلی جالساً فصلوا جلوساً اجمعین. ابن ماجہ ص ۶۱۔ اس کے علاوہ نسائی ص ۱۰۷ ج ۱ طحاوی شریف ص ۱۲۸ پر بھی موجود ہے۔

...تعلق یہ حکم ہے؟ فرمایا وہ سورۃ جس میں۔ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ

... وہ سورۃ جو امام آمین سے پہلے پڑھتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں حدیث کے متعلق امام مسلمؒ نے صحیح مسلم کے صفحہ ۱۷۴ پر لکھا

... عندی صحیح۔ یہ حدیث بھی صحیح ہے۔

اس طرح حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں (۱) حضور ﷺ نے فرمایا لا تفعلوا اجب

... آن پڑھے تو تم خاموش رہو۔ حضرت عمر بن خطابؓ فرماتے ہیں۔ کتاب القرأت کی

...ت ہے۔ فرمایا حضور ﷺ کے پیچھے ایک شخص نے قرآن پڑھا۔ قرأ فی نفسہ اپنے دل میں

... آہستہ پڑھا۔ جب آپ ﷺ فارغ ہوئے تو فرمایا سنو اذا قرأ فانصتوا اے میرے

... خاموش رہو۔ (۲)

---

(۱). حدثنا احمد بن داؤد قال ثنا یوسف بن عدی قال ثنا عبیداللہ بن عمرو عن ایوب عن ابی قلابہ عن انسؓ قال صلی رسول اللہ ﷺ ثم اقبل وجہہ فقال اتقرؤن والامام یقرأ فسکتوا فسألهم ثلثاً فقالوا انا لنفعل هذا قال لا تفعلوا . طحاوی ص ۱۵۹، کتاب القرأت ص ۱۵۱ .

(۲). وروی بعض الناس باسناده عن عبدالمنعم بن بشیر عن عبد الرحمن بن زید بن اسلم عن ابیه عن جده عن عمر بن الخطابؓ قال صلی رسول اللہ ﷺ یوم صلوۃ الظهر فقرأ معه رجل من الناس فی نفسه فلما قضی صلوته قال هل قرأ معی منکم احد قال ذالک ثلثا فقال له الرجل نعم یا رسول اللہ انا کنت اقرأ بسبح اسم ربک الاعلی قال ما لی انازع القرآن اما

حضرت عثمانؓ کے بارے میں کتاب القرأت بیہقیؒ میں لکھا ہے۔ کہ آپ آرڈیننس دیا کرتے تھے۔

اذا قمتم الى الصلوة فليقوموا صفوفكم.

جب نماز کھڑی ہو تو تم صفیں سیدھی کر لیا کرو۔ واذا قـرأ الامـام اور جب امام قرأت پڑھنا شروع کر دے فانصتوا تم خاموش ہو جایا کرو (۱)۔

حضرت علیؓ کی روایت ہے کتاب القرأت بیہقیؒ میں موجود ہے۔ فرماتے ہیں جب امام نماز پڑھ رہا ہو انصتوا تم خاموش رہو (۲)۔

يكفي احدكم قرأة امامه انما جعل الامام ليؤتم به فاذا قرأ فانصتوا . كتاب القرأت ص ۱۱۴ .

(۱) عن عطاء الخراساني قال كتب عثمانؓ الى معاويةؓ اذا قمتم الى الصلوة فاستمعوا له وانصتوا فاني سمعت رسول الله يقول للمنصت الذي لا يسمع مثل اجر السامع المنصت وفي رواية اخرى ان امر قبلك فليقوموا صفوفهم وليحاذوا بين المناكب ولينصتوا وليسمعوا. كتاب القرأت ص ۱۱۶

(۲). اخبرنا ابو عبدالله الحافظ نا ابو احمد علي بن محمد بن عبدالله المروزي نا احمد بن يوسف التغلبي ثنا غسان الموصلي واخبرنا ابو سعد الصالين انا ابو احمد بن عدي الحافظ نا علي بن احمد بن مروان نا علي بن حرب نا غسان بن الربيع نا قيس بن الربيع عن محمد بن سالم عن الشعبي عن الحارث عن عليؓ قال سال رجل النبي أاقرأ خلف الامام ام انصت قال لا بل

آیتیں نازل ہوئی ہیں صحابہ اس کا شان نزول کیا بیان کرتے ہیں؟۔ یہ میرے ہاتھ
ہے عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں۔

کانت بنوا اسرائیل اذا قرأت آئمتهم جاوبوهم. [1]

واسرائیل یہودیوں عیسائیوں کا مذہب یہ تھا کہ جب ان کی جماعت ہوتی توان کا امام
پڑھتا تھا۔ زبور پڑھتا تورات پڑھتا توان کے مقتدی بھی پیچھے پڑھتے تھے۔

فكره الله لهذه الامة.

اللہ نے اس امت کے لئے یہودیوں کی یہ تشبیہ پسند نہیں کی۔

فنزلت واذا قرى القرآن فاستمعوا له وانصتوا

لعلكم ترحمون.

اللہ نے فرمایا جب تک میں نے حکم نہیں بھیجا تھا اس وقت تک تم دوسرے مذہب کی طرح
پیچھے پڑھتے رہے ہو۔ لیکن آج کے بعد تمہارا امام پڑھے گا اے مقتدیو تم خاموش رہو۔
حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کون عبداللہ بن مسعودؓ صحیح بخاری میں حضورﷺ کی حدیث
اگر قرآن سیکھنا چاہو تو پہلے عبداللہ بن مسعودؓ سے سیکھو [2] آپ فرماتے ہیں۔ کتاب

الصمت فانه یکفیک . کتاب القرأت ص ۱۶۳ .

(۱). واخرج ابو الشيخ عن ابن عمر قال كانت بنو اسرائيل اذا قرأت آئمتهم جاوبوهم فكره الله ذالك لهذه الامة قال واذا قرئ القرآن فاستمعوا له وانصتوا . (تفسير در منثور ص ۱۵٦ ج ۳)

(۲). حدثنا سليمان بن حرب ثنا شعبة عن عمرو بن مرة عن ابراهيم عن مسروق قال ذكر عبدالله عند عبدالله بن عمرو

القرأت بیہقی میں یہ روایت موجود ہے۔

اما ان لکم ان تفھموا اما ان لکم ان تعقلوا

فقال ذاک رجل لا ازال احبه بعد ما سمعت رسول الله یقول استقرؤا القرآن من اربعة من عبدالله بن مسعود فبدأ به و سالم مولی ابی حذیفة وابی بن کعب و معاذ بن جبل قال ولا ادری بدأ بابی او بمعاذ بن جبل.

مسروق سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں عبداللہ بن عمرو کے پاس عبداللہ بن مسعود کا تذکرہ کیا گیا پس فرمایا وہ ایسا شخص ہے کہ ہمیشہ میں اسی سے محبت کرتا رہا۔ بعد اس کے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ ﷺ فرما رہے تھے چار آدمیوں سے قرآن سیکھو۔ عبداللہ بن مسعود سے، ابتداء آپ ﷺ نے ینہیں سے کی اور سالم جو ابو حذیفہ کے آزاد کردہ غلام ہیں، اور ابی بن کعب، اور معاذ بن جبل سے۔ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نہیں جانتا کہ آپ ﷺ نے پہلے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کا نام لیا یا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کا۔ بخاری شریف ص ۵۳۱ ج ۱۔ یہی روایت ترمذی شریف ص ۲۲۲ ج ۲ پر بھی ہے۔ ح ۲۰۱۷۔

حدثنا علی بن محمد ثنا وکیع ثنا سفین عن ابی اسحق عن الحرث عن علی قال قال رسول الله ﷺ لو کنت مستخلفا احدا عن غیر مشورة لا ستخلفت ابن ام عبد.

ترجمہ۔ بیان کیا ہمیں علی بن محمد نے وہ فرماتے ہیں بیان کیا ہمیں وکیع نے کہ بیان کیا ہمیں سفیان نے ابو اسحٰق سے وہ حارث سے وہ علی سے کہ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر میں کسی کو بغیر مشورہ کے خلیفہ بناتا تو میں ابن ام عبد (عبداللہ بن مسعود کو خلیفہ بناتا) ابن ماجہ ص ۱۳۔

...۱ قرئ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ﴿۲۰۴﴾

کہ کیا تمہیں عقل وفہم نہیں ہے اللہ تبارک وتعالیٰ نے تمہیں عقل دی ہے۔ سوچو امام کے ... نے کیوں پڑھا ہے۔ [۱]

...۱ قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ﴿۲۰۴﴾

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کتاب القرات بیہقی میں روایت ہے جس نے ...ں فاتحہ نہ پڑھی اس کی نماز نہیں۔ لیکن اگر مقتدی امام کے پیچھے کھڑا ہو تو پھر جب امام پڑھے ...ان مقتدی سنے۔

کیوں؟ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

...اذا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ﴿۲۰۴﴾

(کتاب القرأت بیہقی)

چوتھے صحابی حضرت عبداللہ بن مغفلؓ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ کے صحابہ اور میرا بھی ...ل ہے کہ یہ آیت قرأت خلف الامام کے بارہ میں نازل ہوئی ہے۔ [۲]

---

(۱). صلی ابن مسعود فسمع اناسا یقرؤن مع الامام فلما انصرف قال اما ان لکم ان تفهموا اما آن لکم ان تعقلوا واذا قرئ القرآن فاستمعوا له وانصتوا لعلکم ترحمون. (تفسیر ابن جریر ص ۱۰۳ ج۹)

(۲). اخبرنا ابو عبدالله الحافظ انا ابو علی الحافظ نا محمد بن علی بن الحسن بن الحرب الرقی ثنا محمد بن عمرو بن عباس نا زکریا بن یحی بن عمارة الذارع نا هشام بن زیاد عن الحسن

اس کتاب القرأت میں حضرت عائذ ؓ جو حضور ﷺ کے صحابی ہیں ۔ یہ فرماتے ہیں ا
اس آیت کا شان نزول مسئلہ قرأت خلف الامام ہے[1] اور اللہ کے نبی ﷺ نے یہ بات واضح
دی کہ خاص وہ سورۃ مراد ہے جس میں غیر المغضوب علیہم آتا ہے خاص وہ سورۃ مراد
جو امام آمین سے پہلے پڑھتا ہے ۔ میں نے اللہ کے نبی ﷺ کی سات حدیثیں اور اللہ کے نبی ﷺ
کے صحابہ ؓ کی پانچ حدیثیں بیان کر دیں ۔

امام احمدؒ روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ امت کا اجماع اس بات پر ہے کہ یہ آیت
قرأت خلف الامام کے بارے میں نازل ہوئی ہے ۔ اس کتاب القرأت میں اٹھارہ تابعین ؒ
کے مفسرین ہیں مدینہ کے مفسرین ہیں ۔

پیر بدیع الدین راشدی ۔

نحمده ونصلي على رسوله الكريم. اما بعد. فاعوذ

عن عبدالله بن المغفل في هذه الآية واذا قرئ القرآن فاستمعوا
له وانصتوا قال في الصلوة

(کتاب القرأت ص ۸۷)

(۱). اخبرنا احمد بن الحسين بن احمد الحيرى نا ابو العباس
الاموى نا يحي بن ابى طالب انا كثير بن هشام انا هشام ابو
المقدام عن معاوية ابن قرة قال قلنا لعبدالله بن مغفل او لعائذ بن
عمرو كل من استمع القرآن يقرأ به وجب عليه الاستماع
والانصات قال انما انزلت هذه الآيه واذا قرئ القرآن فاستمعوا
له وانصتوا في قرأة الامام فاذا قرأ فاستمعوا له وانصتوا .

(کتاب القرأت ص ۸۸)

بالله من الشیطٰن الرجیم. بسم اللہ الرحمٰن الرحیم.

مولانا نے دو باتیں کی ہیں بات لمبی ہو جائے گی۔ مولانا نے نافع بن محمود کو مجہول کہا ہے حالانکہ ابن حبان نے اس کو ثقات میں ذکر کیا ہے۔ پھر اس کے کئی شاگرد موجود ہیں پھر کہتے ہیں ابن اسحاق مدلس ہے۔ حالانکہ اس نے حدثنا سے بیہقی میں روایت کیا ہے۔

پھر کہا کہ ابن اسحٰق پر جرح کی گئی ہے۔ ان کو چھوڑئے مولانا آپ کے مذہب کا بڑا عالم ابن ہمام میرے سامنے ہے فتح القدیر میرے سامنے ہے۔ وہ کیا کہتے ہیں؟۔ ابن اسحٰق کے بارے میں چلو آپ اپنے گھر کا فیصلہ لے لیجئے۔ غیروں کی بات چھوڑ دیجئے۔ فتح القدیر جلد اول صفحہ نمبر فرماتے ہیں۔

وما نقل عن مالک فیہ لا یثبت.

ابن ہمام جو بہت بڑا مجتہد مانا جاتا ہے ہدایہ کی شرح میں لکھتا ہے صحیح یہ ہے کہ ابن اسحٰق معتبر ہے، ثقہ ہے۔

اور جو امام مالکؒ کی طرف نسبت کی جاتی ہے، کہ یہ دجال ہے، جھوٹا ہے، کذاب ہے، لا یثبت ثابت نہیں ہے۔ اگر آپ مان لیں ہم اس بات کو نہیں مانتے۔ کیونکہ سب علماء اس کو ثقہ کہتے ہیں۔ اس کی روایت کرتے ہیں حتی کہ یہ کہتے ہیں امام شعبہ بہت بڑے محدث ہیں امیر المؤمنین فی الحدیث اور کہتا ہے کہ امام مالکؒ نے اس کے ساتھ صلح کی دشمنی کی بنیاد پر اگر کہا ہے تو پھر اس کے ساتھ صلح کی دوستی کی۔ معاملہ سارا ختم ہو گیا۔

اب یہ دوسری جگہ پر لکھتا ہے صفحہ ۳۰۱ پر۔

امام ابن اسحٰق فثقۃ ثقۃ لا شبھۃ عندنا فی ذالک ولا عند المحدثین.

امام ابن ہمام کہتے ہیں کہ ابن اسحٰق جو ہے وہ ثقہ ہے، معتبر ہے، معتبر ہے، لا شبھۃ عندنا فی ذالک ہمارے نزدیک اس میں کوئی شبہ نہیں۔ ولا عند المحدثین اور نہ محدثین کے

نزدیک شبہ ہے۔

لہذا آپ کا یہ اعتراض ختم ہے۔ کہتے ہیں مجھ پر یہ الزام لگاتے ہیں مسلم نے مسند روایت نقل نہیں کی۔ پھر کہا مولانا نذیر صاحب، مولانا ثناء اللہ صاحب نے کہا تو وہ بات گذر چکی ہے۔ اب مسلم کو نکالو یہاں اگر نہ ملے تو غیر مسند ہوگی۔

آگے کہتا ہے کہ آدھی حدیث پڑھی۔ میں نے یہ کہا کہ مسئلہ کے ساتھ تعلق تھا۔ میں لے کہا آپ نے پوری پڑھی تو اس میں بھی آپ کو پکڑا ہے۔ پھر کہتے ہیں میں نے اتنے اقوال پیش کئے۔ جتنے آپ نے اقوال پیش کئے، روایتیں پیش کیں کسی میں بھی مولانا نے یہ ترجمہ کیا کہ فاتحہ نہ پڑھو؟۔

مولانا نے فرمایا کہ جب امام پڑھے تو چپ رہو۔ جب امام پڑھے تو خاموش رہو۔ کہتے ہیں کہ یہاں سورۃ فاتحہ مراد ہے تو پھر حدیث کا ترجمہ مولانا کے کہنے کے مطابق کیا ہوا؟۔ کہ جب امام غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ کہے تو تم آمین کہو۔ اس سے یہ سورۃ فاتحہ میں ہے، اس سے دلیل یہ دیتے ہیں کہ یہاں فاتحہ مراد ہے۔ میں نے کہا کہ یہاں ہے کہ جب فاتحہ پڑھے۔ تو جب فاتحہ پڑھے تو اس وقت تو روکو، بعد میں کیوں روکتے ہو۔

بہرحال سوال یہ ہے کہ مولانا نے اس روایت کا کوئی جواب نہیں دیا۔ میں نے آگے روایت پیش کی کہتے ہیں کہ اس میں مقتدی کا لفظ نہیں ہے۔ اپنی طرف سے بنایا ہے۔ اس میں ہے لا صلوۃ۔ جو شخص اس میں ہے کوئی ہو جس طرح لا نبی بعدی میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ کسی قسم کی نبوت نہیں۔ لا صلوۃ کسی قسم کی نماز نہیں۔ نبی کے الفاظ یہی ہیں۔ لہذا فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہے۔

ہاں یہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ آپ نے مقتدی کو فاتحہ منع کی ہو۔ پھر تو مقابلہ ہوگا اس کے بغیر مقابلہ کی صورت ہی نہیں ہے۔ پھر آپ نے اقوال پیش کئے انہی صحابہ کے اقوال عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ کا قول، علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا قول انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا قول اسی طرح جن کا

اپ نے نام لیا۔ آپ کیا کہتے ہیں کہ یہاں فاتحہ پڑھنے سے منع ہے۔ اگر مراد فاتحہ ہے تو کہاں ہے؟۔ آپ نے روایات پیش کیں کہ اس میں وہ الفاظ ہیں کہ تمام امت کا اجماع ہے کہ یہ فاتحہ خلف الامام کے بارے میں نازل ہوئی۔ یہ بھی غلط کہا آپ نے۔ اجماع فی الصلوٰۃ ہے صرف فاتحہ نہیں ہے۔

پھر آپ نزول بتاتے ہیں آپ کے فقہاء اس سے دو مسئلے نکالتے ہیں۔ دوسرا مسئلہ نکالتے ہیں خطبہ کا۔

وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْءَانُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ

کہتے ہیں خطبہ میں خاموش رہو۔ اس آیت سے استدلال کیا ہے اور ساتھ یہ بھی مانتے ہیں۔ اور خطبہ کے لئے بھی مانتے ہیں۔ اس آیت میں تین چار اقوال ہیں، صرف ایک قول نہیں ہے۔ آپ نے باقی قول چھوڑ دیئے اور آپ کے فقہاء خطبہ کے لئے بھی کہتے ہیں اور نماز کے لئے بھی کہتے ہیں، اور ساتھ خطبہ میں یہ بھی کہتے ہیں کہ اگر حضور ﷺ کا نام بھی آ جائے فیصلی السامع۔ جب خطبہ میں رسول اللہ ﷺ کا نام لے تو درود شریف پڑھ لے۔ یہ آپ نے پڑھنا کیوں شروع کیا۔

اگر اسی آیت سے استدلال کیا ہے تو اس میں ایسا حکم کیوں داخل کرتے ہو جو خود اس کے خلاف ہو۔ آپ اس آیت کی کئی مخالفتیں کریں گے۔ جب قرآن پڑھا جائے تو مدرسے میں کتنے طلباء بیٹھ کر پڑھتے ہیں۔ ایک کو حکم کیوں نہیں دیتے۔ جب ختموں پر جاتے ہو، درود دینے کے لئے، ختم دینے کے لئے تو کتنے مل کر پڑھتے ہو۔

پھر امام کے پیچھے قرآن کیوں نہیں پڑھتے ہو، ثناء کیوں پڑھتے ہو؟ کہتے ہو امام جب پڑھے تو چپ ہو جاؤ۔ حکم تو خود توڑتے ہو فجر کی نماز ہو رہی ہے پھر یہ سنت کیوں پڑھتے ہو۔ تو خود اس کے خلاف ہو گئے۔ میں آپ سے پوچھتا ہوں نماز شروع ہے تکبیر ہو گئی ہے۔ امام قرأت کر رہا ہے۔ اب میں باہر سے آیا ہوں نماز میں داخل ہو جاؤں یا ناں۔ کیسے نہ داخل ہو جاؤں۔ داخل

ہونے کی کیا صورت ہے۔

اللہ اکبر کہہ کر اب اللہ اکبر کہوں گا۔ جب کہوں گا تو چپ میں تو نہیں ہوا۔ جب چپ ہوا تو مخالفت ہوئی۔ تو میں کیسے داخل ہو جاؤں۔ آپ خود اس آیت کی مخالفت کر رہے ہیں جب آپ مان چکے کہ یہ آیت منسوخ ہے۔ اسے لکھا ہے متعارض ہے تو پھر آپ اس کو دلیل کس طرح بناتے ہیں۔ آپ کا قاعدہ اس کو نہیں مانتا۔ پھر اس کے بعد میں نے آپ کے قواعد پیش کئے نور الانوار، توضیح وہ سب لکھتے ہیں کہ یہ آیتیں آپس میں معارض ہیں۔ لہذا یہ ساقط ہیں۔

اب کیا سمجھیں۔

جسے نواسہ سمجھا وہ نانا نکلا

آپ کے بڑے کہتے ہیں کہ یہ روایت معتبر نہیں ہے۔ یہ آیت حجت نہیں ہے۔ آپ اس کو دلیل بناتے ہیں۔ اس لئے میرے دوست میرا مطالبہ جو میں نے روایتیں پیش کیں ان کے متعلق مولانا نے کوئی جواب نہیں دیا۔ پھر میں نے صحیح روایت پیش کی ہے کہ۔

لا صلوٰة لمن لم یقرأ بفاتحة الکتاب خلف الامام.

نہیں ہے نماز اس شخص کی جس نے امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ نہ پڑھی۔

اب مجھے بتاؤ اس کے سوا اور مولانا کو کیا چاہیئے؟۔ ایک اور روایت پڑھ دوں حدیث ہے۔

ان رسول اللہ قال من صلی خلف الامام فلیقرأ بفاتحة الکتاب.

جو شخص امام کے پیچھے نماز پڑھے وہ سورۃ فاتحہ پڑھے اب یہ رسول ﷺ کا حکم صحیح ہے یہ اس کا جواب مولانا آپ کے ذمہ ہے۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

الحمد للہ و کفٰی والصلوٰۃ والسلام علٰی عبادہ الذین

اصطفٰی. اما بعد. فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم. بسم اللہ الرحمٰن الرحیم.

میں نے آپ کے سامنے قرآن پاک کی ایک آیت پڑھی تھی، اور سات حدیثیں اللہ کے نبی ﷺ کی، اور پانچ صحابہ سے اس کی تفسیر اور اٹھارہ تابعین جو مکہ کے تابعین ہیں، مدینہ کے تابعین ہیں، کوفہ کے تابعین ہیں، بصرہ کے تابعین ہیں اور پانچ صحابہ ؓ نے کہا کہ یہ قرات کے بارہ میں نازل ہوئی ہے۔

حضرت نے اجماع کے متعلق مجھے یہ جواب دینے کی کوشش کی ہے کہ امام احمدؒ نے صرف یہ فرمایا کہ یہ نماز کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ یہ نہیں فرمایا کہ قرآن کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ یہی ہے اس کا مطلب قرأت کے بارہ میں نہیں ہے۔ حضرت آیت کے لفظ ہیں۔ واذا قرئ القرآن جب نماز میں قرآن پڑھا جائے۔ تو مطلب وہی نکلے گا۔ مطلب تو یہی ہے ساری نماز کا مسئلہ نہیں ہے۔ جب امام نماز میں قرآن پڑھے گا اس وقت تم خاموش ہو جاؤ۔ یہ بات حضرت نے تسلیم کر لی کہ آیت بھی اسی بارہ میں ہے۔ یہ سات حدیثیں ہیں۔

حضرت یہ فرما رہے ہیں کہ ترجمہ میں فاتحہ کا لفظ نہیں آیا۔ میں نے وضاحت کر دی ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ والی آیت پڑھ کر سورۃ فاتحہ متعین کر دی ہے۔ آمین کا لفظ بیان کر کے متعین کر دی ہے۔ کہ امام جو سورۃ آمین سے پہلے پڑھتا ہے۔ وہ ہوتی ہے۔ اس کے بعد حضرت نے میرے اعتراضات کے جواب دینے کی کوشش کی ہے۔

کتاب القرأت میں مکحول نے حدثنا کہا ہے۔ یہ بات غلط ہے۔ اس حدیث کی سند میں کتاب القرأت بیہقیؒ میں حدثنا نہیں ہے۔ حضرت نشان لگا کر میرے پاس بھیج دیں۔ کتاب القرأت میں یہ لفظ نہیں ہے۔

دوسرا آپ نے کہا ہے کہ نافع کے متعلق۔ میں نے نافع کے متعلق مجہول کہا تھا۔ ابن

حبان نے اسے ثقہ کہا ہے۔اس کے آگے ابن حبان نے کیا کہا ہے۔ حیرت ہے کہ وہ حضرت نے وہ بات بیان ہی نہیں کی یہ نافع وہ شخص تھا جس کی دنیا میں یہی ایک حدیث ہے۔ اور ابن حبان کہتے ہیں حدیثه معلل [1]۔ اس کی یہ حدیث بیمار ہے صحیح نہیں ہے۔

حضرت نے اتنا تو بیان کر دیا لیکن ابن حبان نے اس کی حدیث کے متعلق نافع پر جو جرح کی ہے وہ آپ کو نہیں بتائی۔ اس کے بعد حضرت فرماتے ہیں کہ محمد بن اسحٰق کے متعلق امام ابن ھمام نے یہ لکھ دیا ہے کہ امام نے رجوع کر لیا تھا، صلح کر لی تھی، میں کہتا ہوں کہ امام مالکؒ کے رجوع کا جو آپ ذکر کر رہے ہیں۔ میں نے امام مالکؒ کے علاوہ ابن نمیرؒ، ہشام بن عروہؒ بہت سے محدثین سے بیان کیا ہے سب نے رجوع کر لیا ہے؟۔ ابن اسحٰق کے متعلق جب باقی سب کی جرح مقبول ہے تو آخر آپ نے ایک فرض ثابت کرنا ہے۔ آپ ایسے آدمی کے پیچھے کیوں لگے ہوئے ہیں جس کو بہت سے محدثین دجال کہتے ہیں۔ کوئی اس کو شیعہ کہتا ہے۔ کوئی اسے تقدیر کا منکر کہتا ہے۔

اور صحیح مسلم میں روایت ہے کہ منکر تقدیر کا اسلام بھی صحابہ نے نہیں مانا۔[2] آپ تقدیر کے منکر کی حدیث میرے سامنے پڑھ رہے ہیں۔ اگر تقدیر کے منکر کی بات ماننی ہے تو پہلے ایمان مفصل سے یہ نکالو گے والقدر خیرہ وشرہ من اللہ. یہ محمد بن اسحٰق وہی ہے جو معراج جسمانی کا منکر ہے۔ اور مرزائی اس کی روایت سے استدلال کرتے ہیں۔ یہ وہی ہے جس نے یہودیوں عیسائیوں کی باتیں اسلام میں شامل کیں۔ اور آج تک عیسائی اسلام پر اعتراض کر رہے ہیں ان باتوں کی وجہ سے جو اس محمد بن اسحٰق نے اسلام کی کتابوں میں شامل کیں۔ وہ محمد بن اسحٰق جس کی

(۱)۔ میزان الاعتدال ص ۲۴۲ ج ۴

(۲)۔ اسی طرح ابن ماجہ میں روایت ہے کہ نبی اقدس ﷺ نے فرمایا ان مجوس هذه الامة المكذبون باقدار الله . کہ اس امت کے مجوسی منکرین تقدیر ہیں (ابن ماجہ ص ۱۰)

روایت آپ قرآن کے مقابلہ میں پیش کر رہے ہیں، صحیح احادیث کے مقابلے میں پیش کر رہے ہیں۔

اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ شعبہ کہتے ہیں کہ محمد بن اسحٰق امیر المؤمنین فی الحدیث ہے۔ حضرت اس کی سند مجھے دکھائیں۔ اس کی سند میں اعمش بن عمیر ابن جعفہ ہے۔ یہ منکر حدیث ہے یہ بات شعبہ سے ثابت ہی نہیں ہے۔ اس کی سند ضعیف ہے۔

اس کے بعد یہ فرماتے ہیں کہ اذا قرأ فانصتوا کا معنی ہے کہ جب امام فاتحہ پڑھ رہا ہو تو خاموش رہو۔ تو مقتدیو تم فاتحہ نہ پڑھو تم خاموش رہو۔ تو یہ ثابت ہوگیا اب اس کے بعد آپ کہتے ہیں کہ مقتدی پڑھے۔ تو آپ اس حدیث میں آگے اللہ کے نبی ﷺ سے یہ اضافہ دکھا دیں کہ

واذا قرأ الامام السورة فاقرؤا الفاتحة.

جب امام سورۃ پڑھے اے مقتدیو فاتحہ پڑھ لیا کرو۔

میں پورے دعوے کے ساتھ کہتا ہوں کہ دنیا کی کسی حدیث کی کتاب میں ایسی حدیث موجود نہیں ہے۔ حضرت آپ بار بار مجھے فرما رہے ہیں کہ محمد ابن اسحٰق کو ابن ہمام نے یہ کہا، فلاں نے یہ کہا۔

پھر فرماتے ہیں کہ حنفی فقہاء نے یہ لکھا ہے کہ یہ آیت دونوں کے بارے میں ہے۔ نماز کے بارے میں بھی ہے، خطبہ کے بارے میں بھی۔ تو کیا یہ بات میرے خلاف ہوگئی؟ نماز کے بارے میں حضرت نے مان لیا تو میرا دعوٰی بالکل ثابت ہوگیا۔ میں نے کب کہا کہ خطبہ کے بارے میں آپ خاموش نہ رہیں۔ خطبہ کے بارے میں ہے کہ آپ بے شک پڑھیں اس بات کو پیش کریں۔ یہ اس کے مخالف نہیں اب ان سات حدیثوں کے بعد اور سنیں۔

عن جابر بن عبداللہ قال قال رسول اللہ ﷺ من صلّی رکعتا ولم یقرأ بام القرآن فلم یصل.

جس نے ایک رکعت بھی پڑھی اس میں سورۃ فاتحہ نہیں پڑھی اس کی نماز نہیں ہوئی۔

الا ان یکون وراء الامام.

﴿طحاوی شریف صفحہ نمبر ۱۲۸﴾

اللہ کے نبی ﷺ فرما رہے ہیں کہ امام کے پیچھے فاتحہ پڑھنے کی ضرورت نہیں۔

عن انس قال صلی بنا رسول اللہ ﷺ ثم اقبل علینا بوجهه فقال أتقرؤن والامام يقرأ فسكتوا فسالهم ثلثاً فقالوا انا نفعل قال فلا تفعلوا.

عن جابر قال قال رسول الله ﷺ كل صلوٰة لا يقرأ فيها بام القرآن.

ہر وہ نماز جائز نہیں ہوتی جس میں فاتحہ نہ پڑھی جائے۔

الا ان یکون وراء الامام

مگر یہ کہ امام کے پیچھے ہو(۱)۔

اور پھر عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے۔

من لم يقرأ بفاتحة الكتاب فلا صلوٰة له الا وراء الامام. (۲)

---

(۱)۔ طحاوی شریف جلد ۱ صفحہ ۱۰۷

(۲)۔ اخبرنا محمد بن عبدالله الحافظ اخبرني بالويه بن محمد بن بالويه ابوالعباس المرزباني ثنا ابوالعباس محمد بن شادل بن علي ثنا عمر بن زرارة ثنا اسمعيل بن ابراهيم عن علي بن قيسان عن ابن ابي مليكة عن ابن عباس قال قال رسول الله ﷺ كل

فرماتے ہیں کہ اللہ کے نبی ﷺ نے ہمیں یہ فرمایا اے صحابہ یہ بات سن لو یاد کرو وہ نماز جس میں فاتحہ نہ پڑھی جائے وہ نماز نہیں ہوتی مگر یہ کہ امام کے پیچھے ہو۔

(کتاب القرأت بیہقی صفحہ ۱۷۳)

عن ابی ھریرۃ قال. حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں قال رسول اللہ ﷺ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کل صلوٰۃ لا یقرا فیھا بام الکتاب ہر وہ نماز جس میں سورۃ فاتحہ نہ پڑھی جائے وہ نماز نہیں ہوتی۔ الا ان یکون وراء الامام مگر یہ کہ امام کے پیچھے ہو۔ یہ بھی کتاب القرأت میں ہے (۱)۔

بیہقی کی روایت ہے کہ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

سئل رسول اللہ ﷺ أفی کل صلوٰۃ قراۃ؟

حضور ﷺ بیٹھے ہیں کہ ایک آدمی نے آکر پوچھا کہ حضرت ہر نماز میں قرأت پڑھنی

صلوۃ لا یقرا فیھا بفاتحۃ الکتاب فلا صلوۃ الا وراء الامام.

(کتاب القرأت ص ۱۷۳)

(۱).اخبرنا ابو عبداللہ الحافظ انا ابو بکر بن اسحق الفقیہ انان احمد بن بشر بن سعد المرثدی نا فضیل بن عبداوھاب نا خالد یعنی الطحان ح قال ابو عبداللہ واخبرنی ابو بکر بن عبداللہ نا الحسن بن سفیان نا محمد بن خالد بن عبداللہ الواسطی نا ابی عن عبدالرحمن بن اسحق عن سعید المقبری عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ کل صلوۃ لا یقرأ فیھا بام الکتاب فھی خداج الا صلوۃ خلف الامام. (کتاب القرأت ص ۱۷۱)

چاہئے۔ قال نعم فرمایا ہاں۔ سننے والا کہتا ہے۔ وجبت ھذہٖ یہ واجب ہوگئی۔ حضرت فرماتے ہیں۔

ما اری الامام اذا ام القوم وقد کفٰی بہ۔ (۱)

نہیں کہیں غلطی میں نہ آ جانا۔ جب امام نماز پڑھے تو امام کا پڑھنا مقتدی کے لئے کافی ہے۔ مقتدی کو نہیں پڑھنا چاہئے۔ یہی بات حضور ﷺ کی مجلس میں حضرت ابو درداء ؓ نے پھر آ کر لوگوں کو بتائی۔ فرماتے ہیں۔

کنت اقرب القوم من رسول اللہ ﷺ

میں حضور ﷺ کے قریب بیٹھا تھا تو حضور ﷺ نے فرمایا مقتدی کو امام کے پیچھے نہیں پڑھنی چاہئے۔ تو پھر میں نے اس کا اعلان کیا۔ یہ میں نے سات حدیثیں اور پڑھی ہیں اور ان حدیثوں میں صاف فاتحہ کا لفظ ہے۔

پیر بدیع الدین راشدی۔

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم. اما بعد. فاعوذ بالله من الشیطٰن الرجیم. بسم الله الرحمٰن الرحیم.

---

(۱).اخبرنا محمد بن عبداللہ الحافظ ثنا ابو العباس محمد بن یعقوب نا العباس بن محمد الدوری نا زید بن الحباب عن معاویۃ ابن صالح حدثنی ابو الزاھریۃ حدثنی کثیر بن مرۃ عن ابی الدرداء قال سئل رسول اللہ ﷺ افی الصلوۃ قرأت فقال نعم فقال رجل من الانصار وجبت ھذہ وکنت ادنی القوم الیہ فقال رسول اللہ ﷺ ما اری الرجل اذا ام القوم الا قد کفاھم .

(کتاب القرأت ص ۱۴۷)

مولانا نے فرمایا پھر جو روایتیں پیش کیں طحاوی کے حوالے سے مولانا کی اس روایت میں یحییٰ بن سلام ہے جو ضعیف ہے۔ سب سے بڑھ کر یہ کہا کہ یہ روایت موطا میں موجود ہے۔ حالانکہ موطا میں یہ روایت موجود نہیں ہے۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

یحییٰ بن سلام کا ترجمہ آپ میزان میں دکھا سکتے ہیں؟۔ وہاں نہیں ہے۔

پیر بدیع الدین راشدی۔۔

میزان میں اگر نہیں ہے تو تہذیب میں ہے۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

تہذیب میں بھی نہیں ہے۔

پیر بدیع الدین راشدی۔۔

لسان میں ہے۔

حضرت مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

ہاں لسان میں ہے۔

پیر بدیع الدین راشدی۔۔

کہیں تو ہے۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

کیا لسان میں لکھا ہے کہ ضعیف ہے؟۔ یہاں یہ کہتے ہیں کہ امام المفسرین والمحدثین۔

پیر بدیع الدین راشدی۔۔

اس میں نہیں لکھا۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

آپ لسان سے یحیٰی بن سلام کا ترجمہ نکالیں میں آپ کو دکھاتا ہوں۔

پیر بدیع الدین راشدی۔

یہ ضعیف ہے۔(۱) نیز موطا میں یہ رسول اللہ ﷺ کی روایت ہی نہیں ہے۔(۲) بلکہ جابرؓ کا قول ہے۔اس کے بعد آپ نے دوسری حدیث آپ نے بیہقیؒ کی پیش کی ہے۔اس کی ایک ایک روایت پر جرح کی ہے۔

آپ نے کہا دار قطنی میں روایت ہے۔وہ کہاں ہے نکال کر دکھائیں۔آپ وہ روایت پیش کریں جس کو بیہقیؒ نے پیش کیا ہو لیکن جرح نہ کی ہو۔

پھر فرماتے ہیں ابن اسحٰق پر جرح ہے وہ بھی آپ نے کی ہے۔یہ تو آپ کے بڑوں نے کی ہے۔ہمارے نزدیک وہ ثقہ ہے لا شبهة عندنا ہمارے نزدیک کوئی شبہ نہیں ہے۔

آپ نہ حنفی ہیں اور نہ اور کچھ۔

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم
نہ ادھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے

کوئی ایک طریقہ تو اختیار کرو۔یا اپنے بڑوں کی بات مانو یا اور کسی کی بات مانو۔

پھر کہتے ہیں ابن حفصہ جو ہے وہ منکر ہے۔اس کو کس نے منکر کہا ہے؟۔کیا اس کا نام جانتے ہو؟۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

اس کا نام احمد بن عمیرا بن حفصہ ہے۔

(۱)۔پیر صاحب بلا دلیل زور لگا رہے ہیں کہ یہ ضعیف ہے کیا ہی خوب ہوتا کہ اس پر ایک حوالہ پیش فرما دیتے۔

(۲)۔اس کا جواب بھی آگے آ رہا ہے۔

پیر بدیع الدین راشدی۔

اس کو کیا لکھا ہے۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

لسان المیزان میں لکھا ہے۔

له روایة من مناکیر.

تو جو روایت اس کی منکر ہوگی وہ نہیں مانی جائے گی۔ تو یہ نہیں کہ ساری مانی جائیں گی لیکن منکر روایت نہیں مانی جائے گی۔

پیر بدیع الدین راشدی۔

اس کے بعد آپ فرماتے ہیں کہ ابن حبان اس کے تابع میں نافع کو لایا ہے ابن حبان کی کتاب کا قلمی نسخہ میرے پاس ہے اس میں یہ بات نہیں ہے۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

خلاصہ میں یہ بات موجود ہے۔

پیر بدیع الدین راشدی۔

اصل کتاب موجود ہے اس میں نہیں ہے۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

نسخوں میں اختلاف ہو سکتا ہے۔

پیر بدیع الدین راشدی۔

ابن حبان کی کتاب موجود ہے اللہ اس پر گواہ ہے اس میں یہ جملہ قطعاً نہیں۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

ذکر ابن حبان فی کتابه وقال حدیث معلل.

پیر بدیع الدین راشدی۔

کتاب میں یہ لفظ موجود نہیں ہے۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

جنہوں نے نقل کیا ہے انہوں نے بھی تو کتابوں سے نقل کیا ہے اگر آپ کے نسخہ میں موجود نہیں ہے تو اس سے کیا فرق پڑتا ہے دوسری میں موجود ہے۔

پیر بدیع الدین راشدی۔

کسی نسخہ میں موجود نہیں ہے۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

آپ کے پاس نہ ہو لیکن خلاصہ میں تہذیب الکمال والے نے سب نے یہ جملہ لکھا ہے کیا ان کے سامنے یہ نسخہ نہیں تھا۔ آپ خلاصہ دیکھ لیں میرے پاس موجود ہے۔

پیر بدیع الدین راشدی۔

ایک ہے نقل کتاب، نقل میں تو غلطی ہو سکتی ہے اصل کتاب میں غلطی نہیں ہو سکتی۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

کسی نسخہ میں بات ہوتی ہے کسی میں نہیں ہوتی اور کیا کسی نے آپ سے پہلے اس کی تردید کی ہے۔

پیر بدیع الدین راشدی۔

عبدالرحمٰن مبارکپوری نے کی ہے۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

صرف عبدالرحمٰن مبارکپوری نے کی ہے کیا ابن حجر نے کی ہے، تلخیص الحبیر میں کی ہے، لسان المیزان والے نے کی ہے، عبدالرحمٰن مبارکپوری کوئی بین الاقوامی شخصیت تو نہیں۔

پیر بدیع الدین راشدی۔

جھگڑے کا حل یہی ہے کہ اصل کتاب کی طرف رجوع کیا جائے اب کتاب چھپ کر آئی ہو اس میں موجود ہے۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

پیش کریں۔

پیر بدیع الدین راشدی۔

کتاب اس وقت موجود نہیں ہے۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

پہلے فیصلہ ہوا تھا کہ جو کتاب یہاں موجود نہ ہو اس کی بات نہیں کی جائے گی۔ اور جو یہاں ہے اس کو آپ مان لیں۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

الحمد لله و کفٰی والصلٰوة والسلام علٰی عباده الذین اصطفٰی. اما بعد. . فاعوذ بالله من الشیطٰن الرجیم. بسم الله الرحمٰن الرحیم.

میں ایک قرآن پاک کی آیت پیش کر چکا ہوں۔ حضرت نے قرآن کی کوئی آیت اپنے مسلک کے ثبوت کے لئے پیش نہیں کی۔ اس کے بعد سات حدیثیں، جس میں فاذا قرا فانصتوا یا اس کے ہم معنی الفاظ آ رہے ہیں۔ وہ پیش کی ہیں۔

حضرت نے ان کو تسلیم کر کے یہ بات کہی ہے کہ اس کا یہی معنی ہے کہ جب امام فاتحہ نہ پڑھے تو مقتدی نہ پڑھے۔ لیکن حضرت اس کے بعد یہ فرماتے ہیں لیکن اس میں یہ بات نہیں ہے کہ بعد میں بھی نہ پڑھے۔ یہ تو حضرت کے ذمے ہے کہ یہ دکھائیں کہ بعد میں پڑھ لے۔

اصل مسئلہ تو یہی تھا کہ فاتحہ امام پڑھے تو مقتدی خاموش رہے۔ وہ سات احادیث نکلا۔

اس کے بعد میں نے سات حدیثیں فاتحہ کے لفظ سے بیان کیں، اس پر حضرت فرمارہے ہیں کہ اس میں ایک شخص یحییٰ بن سلام ہے، دار قطنی نے اس کو ضعیف کہا ہے۔ اور اس کے بعد لسان المیزان جو اسماء الرجال کی کتاب ہے اس میں صاف لکھا ہے کہ وہ امام المفسرین والمحدثین ہے۔

اور دار قطنی کی جرح جو ہے یہ بغیر سبب کے ہے۔ اصول حدیث کا یہ قاعدہ ہے کہ جو جرح بغیر سبب کے ہے وہ مقبول نہیں ہوتی۔[1] جب تک سبب جرح ثابت نہ ہو جائے۔ تو دار قطنی کی جرح بغیر سبب جرح ہرگز قابل قبول نہیں ہے۔ رہا یہ کہ موطا میں امام مالکؒ نے اس کو جابرؓ کا قول نقل کیا۔ تو اس سے میری بات رد نہیں ہوتی۔ حضرت جابرؓ نے یہ حضور ﷺ سے بھی سنا، اور اس کے بعد اس کے موافق خود بھی فتویٰ دیا۔ تو یہ بات اور بھی مضبوط ہو گئی۔

حضرت جابرؓ نے اس حدیث کو دو طرح بیان کیا۔ ایک تو مرفوع حقیقی اور دوسرا مرفوع حکمی۔ کیونکہ حضرت جابرؓ اس کتاب القراۃ بیہقیؒ میں خود اس حدیث کے راوی ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص سورۃ فاتحہ اور اس سے زیادہ کچھ اور نہ پڑھے اس کی نماز نہیں ہوتی[2] تو اب اپنی طرف سے تو وہ کسی کو روک نہیں سکتے تھے۔ انہوں نے جو فتویٰ دیا ہے اس

---

(۱)۔ اسی طرح ہماری اصول فقہ کی کتاب نور الانوار میں بھی یہ لکھا ہے والطعن المبهم من ايمة الحديث لا يجرح الراوی۔ (نور الانوار ص۱۹۶)

(۲)۔ اخبرنا محمد بن عبدالله الحافظ نا محمد بن عبدالله الشعيری نا محمد بن اشرس نا ابراهيم بن رستم وعلی بن جارود ابن يزيد قال ثنا مالک بن انس عن ابی نعيم وهب بن

۔یث کے بعد اس کا تو مطلب یہی ہوا کہ انہوں نے اللہ کے نبی ﷺ سے سنا ہے۔ اس کو مرفوع حکمی کہا کرتے ہیں۔

میں نے سات حدیثیں پڑھی تھیں لیکن حضرت نے ایک کا جواب دینے کی کوشش کی ہے اور جہاں سے بھی پڑھی ہے وہاں اس پر اعتراض کیا ہے۔ اور آپ نے خیانت کی ہے۔ میں اللہ کے نبی ﷺ کی حدیث پیش کررہا ہوں۔ بیہقیؒ اور دارقطنی نے اگر کوئی معقول جرح ان حدیثوں پر کی ہے تو وہ حضرت پیش کریں، جیسے یحیی بن سلام کی جرح کو میں نے رد کردیا ہے۔ اسی طرح ان شاء اللہ باقی کا بھی جواب ہوگا۔

میرا یہ دعوی ہے کہ کوئی شخص ان روایات پر اصول حدیث کے موافق کوئی ایسی جرح نہیں کرسکا جو مفسر ہو۔ میں کہتا ہوں کہ ان ساتوں حدیثوں میں محمد بن اسحٰق کذاب دجال جیسا ایک راوی بھی نہیں ہے۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ کتاب کا جو نسخہ ہے اس میں حدیث معلل نہیں ہے۔ میں خلاصہ اور میزان سے یہ دکھا رہا ہوں کہ اس کے بعض نسخوں میں یہ ہے جس کو محققین نے نقل کیا ہے۔ اس کے بعد دوسری بات عرض کرتا ہوں اسکے بعد دارقطنی وغیرہ نے یہ قاعدہ نقل کیا ہے کہ ابن حبان کا قاعدہ ہی سارے محدثین سے الگ ہے۔

جس راوی کو کسی اور نے ضعیف نہ کہا ہو اگرچہ وہ مجہول ہو وہ اس کو ثقہ کہہ دیتے ہیں۔ اس لئے ان کے ثقہ کہنے سے ثقاہت ثابت نہیں ہوتی۔ بہرحال نافع کی مجہول روایت، محمد بن اسحٰق کی جھوٹی روایت میں نے مکحول کا حدثنا پوچھا حضرت سے کہ وہ پیش کریں وہ ابھی تک حضرت نے پیش نہیں کیا ہے۔ اس کے بعد احمد بن عمیر ابن جوصا کا میں نے کہا کہ لہ مناکیر. حضرت نے

کیسان عن جابر بن عبداللہ قال قال رسول اللہ ﷺ لا تجزی الصلوۃ لا یقرأ فیھا بفاتحۃ الکتاب الا ان یکون وراء الامام

(کتاب القرأت ص ۱۳۸)

اس کا کوئی جواب نہیں دیا۔

حضرت آپ تو بار بار یہ فرماتے ہیں کہ فاتحہ اور قرات میں فرق ہے۔ میں کہتا ہوں حضرت کی یہ بات صحیح حدیثوں کے خلاف ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں مشکوۃ میں روایت ہے۔

کان النبی یستفتح القرأت بالحمد للہ رب العلمین. (۱)

اللہ کے نبی ﷺ قرأت کہاں سے شروع کیا کرتے تھے؟ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ سے۔ صحیح مسلم میں روایت ہے۔

ان النبی و ابا بکر وعمر وعثمان کانوا یفتتحون القرأت بالحمدللہ رب العلمین.

اللہ کے نبی ﷺ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ، قرأت اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ سے شروع کرتے تھے۔ (۲)

---

(۱). حدثنا اسحق بن ابراھیم واللفظ لہ قال انا عیسٰی بن یونس قال نا حسین المعلم عن بدیل بن میسرہ عن ابی الجوزاء عن عائشۃ قالت کان رسول اللہ ﷺ یستفتح الصلوۃ بالتکبیر والقرأت بالحمدللہ رب العلمین. (مسلم شریف ص ۱۹۴)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ حدیث ابوداؤد ص ۱۱۴ ج ۱، طحاوی ص ۹۹ ج ۱، مسند احمد بن حنبل ص ۳۱ ج ۶، ابن ماجہ ص ۵۸، مصنف ابن ابی شیبہ ص ۴۰۱ ج ۱ پر بھی ہے۔

(۲). عن انس ابن مالک انہ حدثہ قال صلیت خلف النبی ﷺ وابی بکر، وعمر و عثمان فکانوا یستفتحون بالحمدللہ رب

صحیح بخاری میں موجود ہے حضرت ابو ہریرہ پوچھتے ہیں کہ حضرت آپ تکبیر تحریمہ اور
اءات کے درمیان خاموش رہتے ہیں کیا پڑھتے ہیں؟۔ حضرت ﷺ نے دعا بتائی پڑھنے کے
ا۔ اللهم باعد بيني. الخ۔

تو یہ لوگ پڑھتے ہیں یہ قل ھو اللہ سے پہلے پڑھتے ہیں یا سورۃ فاتحہ سے سے پہلے
پڑھتے ہیں؟۔ سورۃ فاتحہ سے پہلے۔ ثناء کی جگہ پڑھتے ہیں۔ سبحانک اللھم آپ پڑھتے
اں۔ سبحانک اللہ آپ قبل اعوذ سے پہلے پڑھتے ہیں یا بعد میں پڑھتے ہیں؟۔ بخاری کی
روایت سے یہ ثابت ہوا کہ فاتحہ قرأت ہے۔

حضرت شروع سے کہہ رہے ہیں کہ جھگڑا فاتحہ کا ہے قرأت کا نہیں ہے۔ میں حدیثیں
پڑھ کر سنا رہا ہوں کہ فاتحہ قرأت ہے۔ میں حضرت سے بھی مطالبہ کرتا ہوں کہ صرف ایک حدیث
حضرت پڑھ کر سنا دیں جس میں یہ ہو کہ فاتحہ قرأت نہیں ہے۔

جب فاتحہ قرأت ہے تو لفظا قرأت سے بھی جو روایتیں پیش کروں گا وہ بھی میرے لیے
ثابت ہیں۔ کیونکہ حدیثوں نے فیصلہ کر دیا ہے کہ فاتحہ قرأت ہے۔ اگر صرف ایک حدیث حضرت
دنیا کے کسی کتب خانے کی کتاب سے پڑھ دیں کہ فاتحہ قرأت نہیں ہے۔ اور اگلی سورۃ قرأت
ہوتی ہے۔ یہ نبی ﷺ کے الفاظ ہوں یہ نہیں ہو سکتا۔ کہ ایک صحابی کا قول بیان کر دیں، میں مان
جاؤں گا۔ ایسے ہی روایتیں نہیں پڑھوں گا۔

میں نے عرض کیا تھا کہ نسائی شریف سے بھی حضرت نے یہی بات کی کہ ایک روایت جو
مجہول تھی وہ تو پڑھی اور اس سے آگے قرآن پاک کی آیت، اور صحیح حدیث جو قرآن کے موافق تھی
وہ آپ نے نہیں پڑھی۔ میں نے وہ پڑھ کر سنائی، اس سے اگلی روایت سنن نسائی میں یہ ہے کہ

العلمين لا يذكرون باسم الله الرحمن الرحيم في اول القرأت
ولا في آخرها. (مسلم شریف ص ۱۷۲)

حضور ﷺ سے پوچھا گیا کہ حضرت ﷺ کیا ہر جہری نماز میں قرأت ہے۔ اب دیکھئے ایک
حدیث کی کتاب سے حضرت نے ایک روایت پڑھی۔ اور اس سے اگلی تین روایتیں اس صفحہ پر
چھوڑ دیں۔

مجھ پر حضرت نے یہ اعتراض کیا ہے کہ میں نے حدیث تو پڑھی پوری لیکن اس کے آخر
میں دارقطنی نے جو اپنی رائے لکھی تھی وہ نہیں پڑھی ہے۔ اس لئے کہتے ہیں کہ آپ نے خیانت کی
ہے۔ دارقطنی کی رائے چونکہ غلط تھی، وہ ثابت ہی نہیں ہے، اس نے کوئی سبب بیان کیا ہی نہیں ہے
یحییٰ بن سلام کے ضعیف ہونے کا، اس لئے وہ بے فائدہ ہوتی۔ اگر میں دارقطنی کی بے فائدہ جرح
نہ پڑھوں تو میرے اوپر تو خیانت کا الزام لگاتے ہیں اور اسی کتاب سے سنن نسائی سے اسی صفحہ سے
اگلی تین حدیثیں نہ پڑھیں تو اس کو کیا دیانت داری کہا جائے گا؟۔

اس سے اگلی روایت یہ ہے حضرت ابودرداء والی الا وقد کفا والی۔ یہ میں پہلے
اپنی سات روایتوں میں پیش کر چکا ہوں میں نے جو تفسیر بیان کی اس میں صحابہ اور تابعین نے ایک
بات واضح کر دی ہے کہ پہلے لوگ پڑھتے تھے امام کے پیچھے۔ تو جب یہ آیت نازل ہوئی تو اس
آیت نے منع فرما دیا۔ جس طرح لوگ پہلے شراب پیتے تھے لیکن شراب کی منع والی آیت نازل
ہوئی تو اس طرح منع ہوگئی۔

اگر کسی حدیث میں کسی کے شراب پینے کا ذکر ہو تو یہ پہلے زمانہ کی ہوگی یا پچھلے زمانہ کی
ہوگی؟۔ جب تک قرآن میں یہ حکم نہیں نازل ہوا تھا۔

فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ

بیت اللہ کی طرف منہ کرلو۔

مسلمان کس طرف منہ کیا کرتے تھے؟۔ بیت المقدس کی طرف منہ کیا کرتے تھے۔ کیا
بیت المقدس کا ذکر تھا قرآن میں؟۔ نہیں۔ بلکہ اس لئے کرتے تھے کہ پہلے نبیوں کا طریقہ تھا۔
اب کسی حدیث میں آپ کو مل جائے کہ فلاں آدمی بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھ رہا تھا

تو وہ پہلے زمانہ کی حدیث ہوگی۔

پیر بدیع الدین راشدی۔

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم. اما بعد. فاعوذ

بالله من الشیطٰن الرجیم. بسم الله الرحمٰن الرحیم.

مولانا نے یہ کہا تھا کہ یحیٰی بن سلام کا میزان میں ترجمہ نہیں ہے۔ یہ آپ کا کہنا صحیح نہیں ہے۔ اب یہ لسان المیزان میرے سامنے ہے ترجمہ اس میں موجود ہے۔ جلد نمبر ۴ صفحہ ۳۰۰ پر۔ آپ نے یہ کیسے فرمایا کہ ترجمہ نہیں ہے؟۔ امام ذہبی نے یہ ثابت کیا ہے کہ یہ منکر روایت ہے۔

مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی۔

آپ نے فرمایا تھا کہ تقریب میں اس کو ثقہ لکھا ہے حالانکہ اس کو مشہور لکھا ہے۔

پیر بدیع الدین راشدی۔

میں نے یہ نہیں کہا۔

حضرت مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

ٹیپ میں موجود ہے۔

پیر بدیع الدین راشدی۔

آپ نے فرمایا صحابہ جو تھے وہ پہلے پڑھتے تھے لیکن جب آیت نازل ہوئی تو رک گئے اب میں مولانا سے یہ کہتا ہوں کہ ایک بھی روایت دکھائیں کہ فلاں صحابی فاتحہ پڑھتا تھا۔ جب آیت نازل ہوئی تو رک گئے۔ میں مولانا کو کھلے میدان میں کہتا ہوں میں خدا کے واسطے ایک روایت دکھائیں کہ فلاں صحابی فاتحہ پڑھتا تھا۔ پھر یہ آیت نازل ہوئی تو رک گئے۔

جب وہاں فاتحہ کی بات ہی نہیں ہے تو کس طرح کہتے ہیں۔ اس آیت میں موجود ہو کہ صحابی فاتحہ پڑھتے تھے۔ جب آیت نازل ہوئی تو پھر چھوڑ دی فاتحہ پڑھنا۔

اس کے بعد ابو داؤد کی روایت پیش کرتے ہیں۔ یہ میرے سامنے دار قطنی ہے امام دار قطنیؒ فرماتے ہیں۔ اس روایت میں کہتے ہیں یہ حضور ﷺ کا کلام نہیں ہے یہ راوی کا وہم ہے۔ امام دار قطنیؒ نے واضح کر دیا کہ یہ رسول ﷺ کا کلام نہیں ہے۔

اب کہتے ہیں کہ حضور ﷺ سورۃ فاتحہ سے پہلے چپ رہتے تھے۔ ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ آپ چپ رہتے تھے اور کیا پڑھتے تھے۔ یہ آپ کے الفاظ ہیں۔ ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ آپ چپ رہتے اور کیا پڑھتے چپ رہنا کا معنی پڑھنا نہ ہوا۔ آپ کی دلیل ضعیف ہے۔

حضرت مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

وہاں انصتوا ہے ہی نہیں جس کا معنی چپ رہنا ہو۔

پیر بدیع الدین راشدی۔

چپ رہنے کا معنی آپ کہتے ہیں خاموش ہو جاؤ۔ تو چپ ہونا اور پڑھنا آپ کا قول ہے۔ لہذا یہ دلیل گئی۔ اب اس کو گھر میں رکھئے۔ اب اس کو بار بار پیش نہ کیجئے۔ روایت وہ لایئے جو کاملہ ہو۔ میرا قصور نہیں ہے آپ خود پیش کرتے ہیں۔ اس میں کوئی مکحول نہیں ہے، اس میں نہ کوئی محمود ہے، الفاظ یہ ہیں۔

لا صلوٰۃ لمن لم یقرأ بفاتحۃ الکتاب خلف الامام.

امام کے پیچھے جو الحمد للہ نہ پڑھے اس کی نماز نہیں ہوتی۔ اس کا کوئی جواب نہیں دیا۔ میں نے یہ طبرانی کی روایت پیش کی۔

من صلی خلف الامام فلیقرأ بفاتحۃ الکتاب.

امام کے پیچھے جو نماز پڑھے وہ سورۃ فاتحہ پڑھے۔

یہ حکم ہے حضور ﷺ کا اس میں بھی نہ نافع ہے، نہ محمود ہے، نہ ابن اسحٰق ہے، نہ مکحول۔ آپ نے جو اعتراضات کئے ان کو میں نے ختم کر دیا۔ مکحول کے سماع کی تشریح ہو گئی۔ محمود پر آپ جرح ثابت نہ کر سکے۔ زیادہ سے زیادہ جو آپ نے کیا حضور ﷺ کی بات مانیں یا آپ کی بات

مانیں؟۔

آپ نے کہا کہ یہ سب صحابہ ﷺ کہتے ہیں کہ نماز میں قرأت ہوتی ہے اور وہ لوگ پڑھتے تھے۔اور اس کے بعد آیت نازل ہوئی اور اس کے بعد وہ رک گئے۔ میں آپ سے کہتا ہوں کہ ایک روایت دکھائیں کسی حدیث کی کتاب سے کہ صحابہ فاتحہ پڑھتے تھے اور پھر یہ آیت نازل ہوئی تو وہ رک گئے۔اس طرح یہ مسئلہ سارا ختم ہو جائے گا۔

لیکن قیامت تک آپ یہ پیش نہیں کر سکتے۔لوگوں کو کہتے ہو کہ ہم یہ کہیں گے، وہ کہیں گے۔اور پھر فقہاء کا اصول و قاعدہ ہے جنہوں نے آپ کو اس آیت کے پیش کرنے سے منع فرمادیا ہے۔آپ نے اپنے قاعدہ کو توڑ دیا۔

دوسری بات پھر آپ مجھے یہ کہتے ہیں کہ اپنے مسلک کی رو سے پیش نہیں کر سکے۔سر تاج مانتے ہیں، امیر المؤمنین مانتے ہیں، کہا کہ سند لاؤ۔ میں اس کی سند لاؤں کہاں سے؟۔سند لاؤں تمہارے گھر کی کتاب ہے۔

گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

آپ اپنے آپ کو جھوٹا کہیں، اپنے امام کو، اپنے بزرگ کو جھوٹا کہیں۔اس کے بعد باقی جو روایتیں میری آپ کے ذمے ہیں اس کا آپنے کوئی جواب نہیں دیا۔ناقص نماز ہے پوری نہیں۔ جب پوری ایک آیت بھی پیش نہیں کی میں نے آیت وہ پیش کی جو آپ کے بڑوں نے پیش کی ہے۔ابھی میں نے نورالانوار کی عبارت پڑھی انہوں نے کہا کہ فاقرأوا ماتیسر من القرآن. یہ آیت مقتدی کو پڑھنے کا حکم دیتی ہے۔میں نے آیت پیش کی اور استدلال بھی آپ کے بڑوں کا۔اب آپ کے گھر کی بات ہے مانیں یا ان کو جواب دے دیں۔

دو باتیں ہیں یا حدیث کو مانیں یا فقہ کو مانیں۔ایک چیز کو تو مانیں پہلے کہتے تھے کہ نہیں فقہ سے باہر نہیں جائیں گے۔اب تو فقہ بھی چھوڑ دی۔

مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ۔

الحمد للہ وکفٰی والصلوٰۃ والسلام علٰی عبادہ الذین اصطفٰی۔ اما بعد۔ فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

قرآن پاک کی آیت کی تفسیر کا جو حق ہوتا ہے اللہ کے نبی ﷺ کے صحابہ ؓ سے میں نے بیان کر دیں اور سات حدیثیں واذا قرأ فانصتوا کی۔ اس کے بعد حضرت فرماتے ہیں کہ اس میں فاتحہ کا لفظ نہیں آیا۔ میں نے حضور ﷺ سے ﴿غیر المغضوب علیهم ولا الضالین. آمین﴾. کا لفظ دکھا دیا آپ ابھی تک یہ نہیں دکھا سکے۔ تفسیر سنئے ابن حاتم نے نقل کی ہے۔

کان رسول اللہ ﷺ اذا قرأ فی الصلوٰۃ.

رسول ﷺ۔ نماز میں جب قرأت پڑھتے تھے تو کیا ہوتا تھا۔ اجابه من ورائه جو پیچھے پڑھتے تھے وہ بھی آپ کے ساتھ ساتھ پڑھتے تھے۔ کیا پڑھتے تھے؟۔

اذا قال بسم اللہ الرحمن الرحیم قالوا مثل مایقول.

جب اللہ کے نبی ﷺ بسم اللہ پڑھتے مقتدی بھی بسم اللہ پڑھتے۔

حتٰی انقض فاتحة الکتاب والسورة.

یہاں تک کہ فاتحہ نبی ﷺ ختم کر لیتے سورۃ فاتحہ کا لفظ ہے۔ ویسے میں نے بتا دیا ہے کہ حدیثوں سے ثابت ہے کہ فاتحہ قرأت ہے۔ میں نے حدیثیں پڑھی تھیں ان کو رد کرنے کے لئے۔ میں نے حضرت کو کہا کہ ایک حدیث پیش کر دو حدیث کی کتاب سے کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہو کہ فاتحہ قرأت نہیں ہے لیکن آپ اب تک ثابت نہیں کر سکے۔ اور یہ دیکھئے میں نے حضور ﷺ کی نماز کے متعلق فرمایا۔

فلبث ما شاء اللہ ان یلبث.

جتنی دیر اللہ نے چاہا یہی طریقہ رہا۔ پس جب آیت نازل ہوئی۔

وَإِذَا قُرِئَ ٱلْقُرْءَانُ فَٱسْتَمِعُواْ لَهُۥ وَأَنصِتُواْ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ

تو فقرأ وانصتوا

کہ حضور ﷺ تو پڑھتے رہے لیکن صحابہ خاموش رہتے تھے۔ اب اس سے زیادہ بھی وضاحت چاہتے ہیں۔ اور حضرت مجھے بھی دکھادیں کسی صحابی نے یا تابعی نے کہا ہو کہ آیت سے فاتحہ مراد نہیں ہے۔ اللہ کے نبی ﷺ سے دکھادیں کہ فاتحہ قرأت نہیں ہوتی۔

آپ نے میری طرف یہ کتاب القرأت بھیجی ہے۔ میں نے بات کہ دی تھی اور وہ بات بالکل صحیح نکلی آپ کہتے ہیں کہ اس حدیث کے متن میں مکحول کا سماع ہے۔ یہ نہیں ہے۔ وہ علیحدہ سند ہے جس کا راوی وہی اعمش بن عمیرا بوحفص ہے۔ وہی لہ مناکیر ہے، منکر حدیث۔ تو سماع کیسے ثابت ہوا۔ اور اگر یہ صحیح بھی ہوتی تو اصل حدیث میں مدلس کا سماع ثابت نہیں ہوا کرتا۔

اس کے بعد اس نے یہ کہا ہے کہ جس پر میں یہ کہہ سکتا ہوں۔

ہوا ہے مدعی کا فیصلہ اچھا میرے حق میں
زلیخا نے کیا خود پاک دامن ماہ کنعان کا

آپ محدثین کا اصول چھوڑ رہے ہیں۔ کیونکہ محدثین کے اصول کو مانتے ہوئے نافع کی روایت آپ پیش نہیں کر سکتے۔ اب آپ مجھے کہتے ہیں کہ فقہاء احناف۔ میں تو دعا کرتا ہوں کہ یہاں فقہاء احناف کی طرف آ گئے اللہ کرے سارے مسائل میں آ جائیں تو ہمارا جھگڑا ختم ہو جائے۔

اس کے بعد یہ میزان بھیجی تھی آپ نے میرے پاس۔ یحییٰ بن سلام کے متعلق آپ کو لوگو یاد ہوگا کہ حضرت نے اصول بیان کیا تھا کہ جس کے متعلق منکر کا لفظ آ جائے اس کے متعلق ہی اس کی وہ حدیث منکر ہوتی ہے۔ جس کو منکر میں درج کیا ہو۔ اور جو حدیث میں نے جابر ؓ کی پیش کی ہے وہ حدیثیں منکر درج ہیں وہ حدیث اس میں درج نہیں ہے۔ اس لئے آپ اس کو میرے

سامنے پیش نہیں کر سکتے۔

حضرت نے فرمایا ہے کہ میں نے دو حدیثیں اور پڑھیں جن کا مولانا نے جواب نہیں دیا۔ ایک تو یہ ہے کتاب القرأت بیہقیؒ کی، بیہقیؒ میں جس کا میں راوی یہ ہے محمد بن سلیمان بن فارس ابو اسحٰق ابراہیم بن یحیٰی ان دونوں کا ترجمہ مجھے اسماء الرجال سے دکھادیں۔ ایک ہے ابو اسحٰق ابراہیم بن محمد یحیٰی دوسرا ہے ابو طیب محمد بن اعمش تیسرا ہے محمد بن سلیمان بن فارس ان تینوں کا ترجمہ اسماء الرجال کی کتابوں سے نہیں ملا۔

اب جو راوی ہیں اس کے وہ کون ہیں؟۔ عثمان بن عمر ہے [1]، جس کے متعلق تقریب میں لکھا ہے کہ اس کو وہم ہو جاتا تھا۔ اس کے بعد اگلا راوی یونس بن یزید ہے، اس کے متعلق تقریب میں لکھا ہے کہ خاص زہری کی روایت میں اس کو وہم ہو جاتا تھا [۲] اور یہ روایت بھی اس کی زہری سے ہے۔ اس کے بعد اس کو زہری عن سے اس کو روایت کر رہا ہے۔

مبارک پوری صاحب جن کا بار بار آپ نام لیتے ہیں انہوں نے ابکار المنن میں ایک جگہ نہیں بلکہ بار بار لکھا ہے کہ حافظ ابن حجرؒ نے زہری کو طبقات المدلسین کے اس طبقہ میں شمار کیا ہے کہ جب یہ روایت عن سے بیان کرے تو وہ روایت حجت نہیں ہوا کرتی۔ اس کی روایت کو نقل کیا ہے اور یہ کہنا کہ اس کی سند صحیح ہے، جس کو نہ راویوں کی ثقاہت کا پتا ہے۔

جو آپ نے طبرانی سے پڑھی ہیں۔ اس میں سعید جو ہے اس کی ثقاہت ثابت نہیں اس

(۱)۔ تقریب ص ۲۳۵

(۲)۔ یونس بن یزید بن ابی نجار الایلی ابویزید مولی ابی سفیان ثقة الا ان فی روایته عن الزهری وهما قلیلا وفی غیر زهری خطأ. (تقریب ص ۳۹۱)

...روایت بھی ضعیف ہے۔قرآن پاک آپ کے پاس نہیں، صحیح بخاری کی حدیث آپ کے ...س نہیں، صحیح مسلم کی صحیح حدیث آپ کے پاس نہیں، یہ تین چار کھوٹے سکے جیب میں ڈال کر ...حنفیوں سے مناظرہ کرنے تشریف لے آئے ہیں۔

حضرت ان میں سے آپ کی ایک بھی حدیث صحیح نہیں ہے میں نے حدیث واذا قرأ فانصتوا پیش کی تھی صحیح مسلم کے اندر لکھا ہوا ہے انما وضعت ھھنا ما اجمعوا علیہ. اس ...یث کے صحیح ہونے پر امت کا اتفاق ہے۔کیا ہے آپ کے پاس بھی کوئی روایت؟۔کہ جس کے ...متعلق صحیح بخاری یا صحیح مسلم کے اندر لکھا ہوا ہو کہ اس حدیث کے صحیح ہونے پر امت کا اتفاق ہے۔ لھذا آپ کے پاس ایسی کوئی روایت موجود نہیں ہے۔

اب میں اگلی روایت، حدیث کی اور پیش کرتا ہوں۔موطا امام مالک، موطا امام محمد میں ...روایت موجود ہے۔اب آپ کی روایات کا میں نے جواب دے دیا، ایک بات رہ گئی کہ میں نے ...سات حدیثیں فاتحہ کے لفظ سے پڑھی تھیں ان میں سے ایک پر تو آپ نے یحیٰی بن سلام کا اعتراض کیا تھا۔میں نے جواب دیا کہ یحیٰی بن سلام پر کوئی مفسر جرح نہیں ہے۔کسی کتاب میں دکھا ...ئیں۔

دوسرا ابو درداء ﷺ کی روایت کہ متعلق آپ نے دار قطنی سے پڑھ کر مجھے یہ سنایا کہ اس میں دار قطنیؒ کہتے ہیں کہ زید بن حباب کا وہم ہے۔تہذیب التھذیب میں صراحت ہے کہ زید بن ...حباب کو اگر وہم ہوتا تھا صرف سفیان ثوریؒ کی روایت سے ہوتا تھا اور یہ حدیث ثوری سے بیان نہیں ہے۔یعنی کہ سفیان ثوریؒ جو زید بن حباب کے پاس اس زمانہ میں پہنچا ہے جب وہ اتنا بوڑھا ہو چکا ہے، کہ اس کا حافظہ کام نہیں کرتا تھا۔اس لئے اس سے پہلے وہ ثقہ تھا۔یہ بات واضح ہے کہ [1] جو حدیث میں نے پیش کی ہے یہ سفیان ثوری کے طریقے سے نہیں ہے۔

(۱). قال علی بن المدینی و العجلی ثقة و کذا قال عثمان عن

دارقطنیؒ نے آدھی بات نقل کی ہے۔اس کی جرح ناکمل ہے اور جرح مکمل نہیں ہے۔

ابن معين وقال ابو حاتم صدوق صالح وقال ابو داؤد سمعت احمد يقول زيد بن حباب كان صدوقا ليضبط الالفاظ عن معاوية بن صالح لكن كان كثير الخطاء وقال المفضل بن غسان الغلابى عن ابن معين كا يقلب حديث ثورى ولم يكن به بأس قال ابو هشام الرفاعي وغيره مات سنة ثلاث و مائين . قلت وقال ابن زكريا فى تاريخ الموصل حدثنى الحمانى عن عبيدالله القواريرى قال كان ابو الحسن العكلى زكيا حافظا عالما لما يسمع وذكره ابن حبان فى الثقات وقال يخطىء يعتبر حديثه اذا روى عن المشاهير و اما روايته عن المجاهد ففيها المناكير وقال ابن خلفون وثقه ابو جعفر السبتى . : حمد بن صالح داؤد كان معروفاً بالحديث صدوقا وقال ابن قانع كوفى صالح وقال الدارقطني و ابن ماكول ثقة وقال ابن شاهين وثقه عثمان بن ابى شيبه وقال ابن يونس فى تاريخ الغرباء كان جوالا فى البلاد فى طلب الحديث وكان حسن الحديث وقال ابن عدى له حديث كثير وهو منى اثبات مشائخ الكوفه ممن لا يشك فى صدقه والذى قاله ابن معين عن احاديثه عن الثورى انما له احاديث عن الثورى يستغرب بذالک الاسناد وبعضها ينفرد برفعه والباقى عن الثورى وغير الثورى مستقيمة كلها (تهذيب التهذيب ص ۴۰۴ ج ۳) قال محمود بن اشرف خرج حديثه مسلم فى صحيحه فى فضائل ام سليم ام انس بن مالک وفى باب الذكر

۱۱ ۹۔اس کی معقول وجہ بیان کریں کیونکہ جرح کرنے والے نے وجہ یہ بتائی ہے کہ زید بن
ا ۔ لی باقی ساری حدیثیں صحیح ہیں صرف وہ حدیث اس کے وہم کی نظر ہوگئی ہے جو اس نے
اںان ثوری سے روایت کی ہے۔ اور جو حدیث میں نے پیش کی ہے۔ حضرت دار قطنی میں
۔میں اس میں سفیان ثوری راوی نہیں ہے۔

میں نے قرآن کی تفسیر میں پانچ صحابہ، اٹھارہ تابعین کے اقوال نقل کئے ہیں۔ اس سے
۔ا۔ت ہوا کہ پہلے زمانے میں پڑھتے تھے اور بعد میں نہیں پڑھتے تھے۔ اگر یہ آپ کی پیش کردہ
۔ نیں چار، پانچ جن کو آپ صحیح ثابت نہیں کر سکے اگر یہ صحیح بھی ہوتیں تو یہ پہلے زمانے کے متعلق
ا ا ہوتیں۔ چونکہ ان صحابہ اور تابعین نے قرآن کی تفسیر کرتے ہوئے یہ واضح کر دیا ہے کہ اس
ا مت کے نازل ہونے سے پہلے امام کے پیچھے قرات پڑھی جاتی تھی اور بعد میں منع ہوگئی۔ پہلی
ا ن تو یہ ہے کہ آپ ان کو صحیح ثابت کر ہی نہیں سکیں گے۔ ان شاء اللہ۔ قرآن آپ کے پاس نہیں
۹۔ بخاری کی روایت آپ کے پاس نہیں ہے، اور اگر وہ بالفرض والمحال صحیح بھی ہوں، حضرت
عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ مکہ میں مسلمان ہوئے ہیں یہ روایت منسوخ ہے۔

پیر بدیع الدین راشدی۔

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم. اما بعد. فاعوذ
بالله من الشیطٰن الرجیم. بسم الله الرحمٰن الرحیم.

المستحب عقب الوضوء وفی باب النهی عن المسئلة وفی باب
بیان وجوه الاحرام وانه یجوز افراد الحج والتمتع والقران
وجواز ادخال الحج علی العمرة ومتی یحل القارن من نسکه
وفی باب جهنم اعاذنا الله منها وفی باب جواز النافلة قائماً
وقاعداً وفعل بعض الرکعة قائماً وبعضها قاعداً.

مولانا نے کہا کہ ایک روایت میں ہے کہ وہ فاتحہ پڑھتے تھے اور پھر منع ہوگئی۔ اگر ا
معلوم ہے کہ وہ فاتحہ پڑھتے تھے تو کوئی حدیث دکھادیں۔ کسی کتاب سے کہ وہ فاتحہ پڑھتے
پھر یہ آیت نازل ہوئی۔

پھر آپ کہتے ہیں کہ جو روایتیں آپ نے پیش کی ہیں ان میں سے کوئی بھی صحیح نہیں ہے۔
غلط ہے۔ کہتے ہیں کہ قرآن پیش نہیں کیا قرآن کی آیت پیش کی اور وہ بھی تمہارے علماء کی انا
سے، وہ بھی اصول کی کتاب سے، جو مدرسے میں پڑھ کر مولوی بنتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ آ
مقتدی پر فاتحہ کو واجب کرتی ہے۔

کہتے ہیں بخاری سے نہیں پیش کیا۔ بخاری سے وہ حدیث میں نے پیش کی ہے جس
کوئی جواب قیامت تک تم نہیں دے سکتے۔ کیونکہ لفظ ہیں کہ جس نے فاتحہ نہیں پڑھی اس کی نماز
نہیں ہے۔ جو بھی ہو مقتدی ہو یا امام ہو جو بھی فاتحہ نہ پڑھے اس کی نماز نہیں ہوگی۔

آپ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ پیش کرتے کہ مقتدی فاتحہ نہ پڑھے تو ٹھیک ہے۔ فاتو
پڑھنے کا حکم ہے۔ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں۔ جب نماز نہیں تو مقتدی بھی پڑھ سکتا ہے۔ پھر آپ نے
اعتراض کیا کہ فلاں فلاں راویوں کے ترجمے ہمیں نہیں ملتے۔ اب اس چیز کا ترجمہ ہمیں نہیں ملتا
ہے ابواسحٰق کا ترجمہ نہیں ملتا ہے۔ ابوطیب کا ترجمہ نہیں ملتا ہے، سلیمان بن فارس کا ترجمہ نہیں ملتا
ہے، تو مولانا آپ ان کے لئے جرح ثابت کریں۔ آپ ان کو ضعیف کہیں گے یا مستور؟۔ ضعیف
کہیں۔ اگر ضعیف کہیں گے تو اس کے لئے آپ کو ثبوت دینا پڑے گا۔ اگر مستور کہیں گے تو تم اس
پر اعتراض نہیں کر سکتے۔ تمہارا قاعدہ اس کو مانتا ہے پھر اس کو لیجئے، سلیمان بن فارس کا ترجمہ بھی مل
جائے گا، ابواسحٰق کا ترجمہ بھی مل جائے گا، ابوطیب کا ترجمہ بھی آپ کو مل جائے گا، اس کے بعد
سب سے بڑی بات یہ ہے کہ امام بیہقیؒ نے جب یہ کہہ دیا ہے اسنادہ صحیح۔ میں نے پڑھ کر آپ کو
سنایا۔ اسنادہ صحیح تب ہوتی ہے جب اس کے راوی سچے ہوں، عادل ہوں، تام الضبط ہوں، اور ان
کے اندر اسناد متصل ہو، علت نہ ہو، شذوذ نہ ہو، بیہقیؒ اس کو صحیح کہتا ہے۔ اب آپ اس کو ضعیف

ان راوی پر جرح ثابت کریں یا اس کی علت ثابت کریں یا شذوذ ثابت کریں۔ اس کے
صاحب فن ہیں، نہ آپ اصلاح کے مالک ہیں، کہ اگر آپ کو نہ ملے تو روایت ضعیف
ایسا نہیں ہوگا۔

ایک بیہقیؒ کہتا ہے کہ اس کے اسناد صحیح ہیں۔ بیہقیؒ نے صحیح کہہ کر راوی کو ثقہ کردیا۔ کیونکہ
ل ظنی ہے، راوی ثقہ ہوگیا۔ اب اس کے مقابلہ میں جرح مفسر کریں تو پھر بات بنے گی۔
روایت صحیح ہوگئی تو آپ کا جھگڑا نہیں رہا۔ رہی طبرانی کی بات تو مجمع الزوائد میں امام ہیثمی نے
ورواہ موقوف.

اب آپ راوی طبرانی والی روایت پر جرح صحیح پیش کریں۔ رہا یحییٰ بن سلام کا مسئلہ تو
یہ نہیں کہ انہوں نے کہا له منا کیر یہاں یہ ہے۔ کہ وہ کہتا ہے کہ من انکر ماله یعنی اس
روایتیں جو منکر ہیں ان میں سے ایک ہے۔ جب اس کی ساری روایتیں منکر ہوگئیں تو اس پر
نہیں کیا جا سکتا۔

مولانا آنکھوں کے سامنے جو بات کی جائے اس کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔ یہ روایت یحییٰ
سلام مالک سے نقل ہے۔ مؤطا میں موجود ہے۔ مؤطا میں موقوف ہے۔ لہذا یہ مالک پر جھوٹ
معاملہ ختم ہوگیا۔

پھر آپ کہتے ہیں کہ زہری جو ہے وہ مدلس ہے۔ یہ بھی غلط ہے اب راوی جو بیان کیا ہے
اس کو زہری سے ہمیشہ وہم نہیں ہوتا ہے۔ جب امام بیہقیؒ نے کہا کہ یہ روایت صحیح ہے تو اس کو غلط کہنا
اصول کے خلاف ہے۔ قانون کے بھی خلاف ہے۔ جرح کے بھی خلاف ہے۔ آپ اس پر صحیح
جرح کہیں سے ثابت کریں۔ جب تک آپ جرح ثابت نہ کریں یہ روایت اپنی جگہ قائم رہے
گی۔

پھر آپ نے کہا کہ امام دارقطنی نے جو کہا ہے وہ انہوں نے ناقص کہا ہے۔ ہم نہیں مانتے
امام دارقطنی محدث ہیں۔ صاحب معلل ہیں۔ انہوں نے یہ تعلیل کی ہے۔ انہوں نے یہ کہا ہے کہ

چوتھی روایت جو آپ نے پیش کی وہ طبرانی سے ہے اور میں نے کہا تھا کہ اس میں سعید بن کثیر راوی ہے۔ اس پر فیض القدیر شرح جامع صغیر میں جرح موجود ہے۔ اور حضرت نے جو مجمع الزوائد کا حوالہ دیا ہے میں بڑا حیران ہو کر کہتا ہوں کہ ہیثمی نے جو آگے لکھا ہے کہ اس کے راوی ثقہ ہیں۔ لیکن اس کا متن صحیح کے خلاف ہے۔ اور یہ آپ نے مانا ہے کہ بعض اوقات سند صحیح ہوتی ہے لیکن حدیث معلول ہو جایا کرتی ہے۔

تو یہ چار کھوٹے سکے تھے چاروں کے متعلق حضرت کچھ بھی ثابت نہیں کر سکے۔ الحمد للہ میں نے قرآن کی آیت پیش کی۔ سات حدیثیں اللہ کے نبی ﷺ کی واذا قرا فانصتوا والی سات حدیثیں اللہ کے نبی ﷺ کی فاتحہ کے لفظ سے پیش کیں۔ چودہ روایات پانچ صحابہ سے، اٹھارہ ہوئیں۔

تابعین سے امت کا اجماع میں نے پیش کیا۔ اور اس کے بعد سنئے میں عرض کرتا ہوں کہ مسائل اللہ کے نبی ﷺ کے قول سے بھی ثابت ہوتے ہیں اور فعل سے بھی ثابت ہوتے ہیں، حضور ﷺ نے دس نمازیں جبرائیل علیہ السلام کے پیچھے پڑھیں ہیں مقتدی بن کر کسی حدیث میں کوئی مائی کا لال نہیں دکھا سکتا کہ جبرائیل علیہ السلام کے پیچھے حضور ﷺ نے فاتحہ پڑھی تھی۔ اس کے بعد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے نمازیں پڑھائیں حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نماز پڑھا رہے ہیں حضور ﷺ تشریف لاتے ہیں اور آپ کے پیچھے نماز کی نیت باندھی۔ اس کے بعد کیا ہوا؟۔

حضور ﷺ کا اپنا فعل سنیں۔

فاستفتح النبی ﷺ من السورة.

ابن ابی شیبہ اور مسند احمد میں روایت ہے [1] ابن ابی ماجہ میں اخذ کا لفظ ہے کہ ابو بکر سورة

---

(۱)۔ ابن ماجہ نے یہ روایت ان الفاظ کے ساتھ ہے۔ واخذ رسول اللہ ﷺ من القرأت من حیث کان بلغ ابو بکر .(ابن ماجه ص ۸۸)
اور طحاوی شریف میں ان الفاظ سے ہے۔

پڑھ رہے تھے۔ جب نماز میں ذکر آتا ہے تو سورۃ فاتحہ کے بعد پڑھی جاتی ہے۔

جب نماز میں سورۃ کا ذکر آتا ہے تو سورۃ فاتحہ کے بعد ہی پڑھی جاتی ہے۔ تو اس وقت حضورﷺ تشریف لائے وہاں سے سورۃ پڑھنی شروع کی ابو بکر فانتھی رک گئے۔ اب دیکھئے اللہ کے نبیﷺ کا آخری فعل اور آپ کی آخری نماز۔

میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ آپ سینہ پر ہاتھ رکھ کر بتائیں کہ اللہ کے نبیﷺ دنیا سے بانماز گئے یا معاذ اللہ بے نماز گئے۔

علامہ شوکانی مشہور غیر مقلد نے نیل الاوطار میں لکھا ہے کہ حضورﷺ کی ساری فاتحہ رہ گئی تھی۔ حدیث میں لفظ سورۃ کا ہے اور اس میں لفظ قرأت کا بھی موجود ہے۔ فاستفتح النبی ﷺ یہ وہ روایت ہے جس کو ابن عباس ؓ اور حضرت عائشہؓ دونوں نے بیان فرمایا ہے۔ یہ وہ دن ہے کہ جب بہت سے لوگ عرب کے کونہ کونہ میں جا پہنچے تھے۔ تاریخ دان جانتے ہیں اور یہ ایسی صحیح حدیث سے ثابت ہے جس کو ساری دنیا صحیح مانتی ہے۔ لیکن آپ ایک بھی حدیث پیش نہیں کر سکتے۔ جس پر کوئی جرح نہ ہو۔

اور جیسے میں نے مسلم سے پیش کیا تھا حدیث کے متعلق انما وضعت ھھنا ما اجمعوا علیہ کہ اس حدیث کے صحیح ہونے پر امت کا اتفاق ہے آپ ایک حدیث بھی نہیں پیش کر سکے۔ جس میں مقتدی کا لفظ صریح ہو، اور کسی محدث نے یہ بات کہہ دی ہو کہ مسلم اور بخاری میں یہ درج ہے کہ اس کے صحیح ہونے پر امت کا جماع ہے۔ کوئی مجہول تلاش کر لیا کوئی دجال تلاش کر لیا۔ اس کے راوی ہیں اور کچھ اس طرح کے ہیں جن کا نام پتا معلوم نہیں کہ وہ کون ہیں۔ ان کے متعلق کہتے ہیں کہ اگر آپ میرے ساتھ گھر چلیں تو وہاں کتابیں پڑی ہیں۔

حضرت بات یہ ہے کہ آپ یہاں آئے ہیں کتابوں کے بھروسے پر آئے ہیں۔

فاستفتح رسول اللہ ﷺ من حیث انتھی ابوبکر من القرأت۔

(طحاوی ص ۱۹۷ ج ۱)